Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس　مفتی محمد امجد　حکیم محمد فیضان　غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے

سالانہ.............300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270　فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....تقریبوں اور دعوتوں میں تاخیر کیوں؟..........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن(سورہ بقرہ:قسط۱۱۰)................ حرمِ مکہ میں قتال کا حکم ....٫٫ ٫٫ ۶

درسِ حدیث ....حرام،حلال اور مشتبہ چیزوں کا حکم ....٫٫ ٫٫ ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

جنت کے قرآنی مناظر(جنت اور اس کی بہاریں:قسط۱۵)...........................مفتی محمد امجد حسین ۱۸

ٹھٹھہ کے کوہ ودمن میں(قسط۱)..محمد امجد حسین ۲۲

ماہِ ذیقعدہ:چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات....................مولانا طارق محمود ۲۷

علم کے مینار:.........امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ(قسط۱)................مولانا محمد ناصر ۲۹

تذکرۂ اولیاء:..........حیاتِ لطیف الامت(آٹھویں وآخری قسط)........مفتی محمد امجد حسین ۳۴

پیارے بچو!................حضرت ابراہیم اور خانہ کعبہ کی تعمیر................مولانا محمد ناصر ۴۲

بزمِ خواتین ....صدقہ بصورت اعمال........................مفتی محمد یونس ۴۴

آپ کے دینی مسائل کا حل.....پانی یا ڈھیلے سے استنجاء کا تفصیلی حکم.........ادارہ ۵۰

کیا آپ جانتے ہیں؟.... نیک عمل سے خوشی اور برے عمل سے غم کا ہونا.....مفتی محمد رضوان ۸۵

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام(قسط۴۱)................ابوجویریہ ۸۶

طب وصحت.......................حجامہ یا سینگی لگوانا(قسط۶)...............مفتی محمد رضوان ۸۹

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.................مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۴

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

تقریبوں اور دعوتوں میں تاخیر کیوں؟

آج کل ہمارے معاشرہ میں کسی کام کو اپنے مقررہ وقت پر انجام دیا جانا ایک مشکل مرحلہ بن گیا ہے، چنانچہ ہمارے معاشرہ میں شاذ و نادر ہی کام ایسے ہوتے ہوں گے، جو مقررہ وقت پر انجام دیے جاتے ہوں، اکثر کاموں کو ان کے مقررہ وقت سے غیر معمولی تاخیر ہونے پر انجام دیا جاتا ہے، اور یہ صورتِ حال اجتماعی کاموں کے علاوہ انفرادی اور نجی کاموں میں بھی درپیش ہے، اس صورتِ حال کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ زندگی کا بہت سا قیمتی وقت ضائع چلا جاتا ہے، جو کہ ہر ایک کی زندگی کا اصل سرمایہ ہے، اسی کے ساتھ زندگی کے دوسرے کئی اور کاموں میں بھی خلل اور تعطل واقع ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے اپنے سمیت دوسروں کے بھی جانی و مالی نقصانات اور تشویش و ایذا رسانی کے مناظر سامنے آتے ہیں۔

مقررہ اوقات کی پابندی نہ کرنے کی معاشرہ میں ایک اہم شکل اجتماعی تقریبوں اور دعوتوں میں مقررہ وقت کی پابندی نہ کرنا ہے، چنانچہ شادی بیاہ اور نکاح وغیرہ کی جو تقریبات منعقد کی جاتی ہیں، اور ان میں مختلف طبقات و شُعبہ جات سے تعلق رکھنے والے بے شمار لوگوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، اور شادی کارڈ وغیرہ کے ذریعہ سے، جن اوقات میں نکاح ہونے، کھانا شروع ہونے وغیرہ، کی تشہیر و اطلاع دی جاتی ہے، ان میں خود اوقات کی تعیین کرنے والوں کی طرف سے کئی کئی گھنٹوں تک کی تاخیر کر دی جاتی ہے، یہ صورتِ حال ایک عرصہ سے جاری ہے، اور شروع شروع میں تو اس قسم کی تقریبوں اور دعوتوں میں شرکت کرنے والے کچھ لوگ اوقاتِ مقررہ کی تھوڑی بہت پابندی بھی کر لیا کرتے تھے، لیکن جب مسلسل یہ بات دیکھنے میں آئی کہ مقررہ وقت بلکہ اس کے بھی کچھ بعد تقریبوں اور دعوتوں میں پہنچنے سے فائدہ نہیں ہوتا، اور پندرہ بیس منٹ، یا آدھے گھنٹہ کھانے پینے کے عمل کی خاطر، کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر انتظار کرنا پڑتا ہے، تو رفتہ رفتہ کسی قدر اوقات کی پابندی کرنے والے لوگوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے، اور انہوں نے بھی غیر معمولی تاخیر سے تقریبات میں پہنچنے میں ہی عافیت سمجھی، لہٰذا اب عوام و خواص کی بڑی تعداد، وقت کی غیر معمولی تاخیر سے تقریبات میں پہنچنے کی عادی ہو چکی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

اور اب باوجودیکہ حکومت کی طرف سے بعض علاقوں میں ملک میں بجلی کی قلت کی وجہ سے رات کو دیر گئے تک تقریبات کا سلسلہ جاری رکھنے پر قانوناً پابندی عائد ہے، مگر جس معاشرہ میں رشوت خوری، اور قانون شکنی عام ہو جائے، وہاں کس قانون کی پابندی ہوتی ہے؟

اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ اگر کھانے وغیرہ کے حوالے سے دوپہر کی تقریب ہو، تو سہ پہر سے پہلے کھانا مشکل سے ملتا ہے، اور اگر شام کی تقریب ہو، تو رات گئے تک کھانا نہیں ملتا۔

جس کے نتیجہ میں روزمرہ کھانے پینے کے اوقات کے معمولات خراب ہونے کی وجہ سے صحت وتن درستی سمیت بہت سے معاملات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، چنانچہ بہت سے لوگوں کی رات کی نیند خراب ہو جاتی ہے، اور اس کی وجہ سے دن کے فرائضِ منصبی میں خلل آتا ہے، بعض لوگوں کی فجر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے، دعوت میں دور سے آنے والے حضرات کو کھانے سے فارغ ہو کر اپنے مقام پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، اور کھانا کھاتے ہی فوراً سو جانے سے صحت میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

اور یہ چیزیں تو عام اور جنرل لوگوں سے متعلق ہیں، ورنہ انفرادی طور پر نہ جانے لوگوں کو کس کس طرح کی مشکلات پیدا ہوتی ہوں گی۔

جہاں تک حکومت کی طرف سے رات کو جلدی تقریبات کے فارغ کرنے کے قانون کا تعلق ہے، تو اس طرح کے قوانین پر عمل کو تو ہمارے یہاں کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی، اور خلاف ورزی کو کوئی عیب یا گناہ نہیں سمجھا جاتا، جو کہ غلط فہمی پر مبنی اور قابلِ اصلاح طرزِ عمل ہے۔

اس کے علاوہ اگر کوئی تقریب کسی شادی ہال وغیرہ میں منعقد ہو رہی ہو، تو وہاں کی انتظامیہ سے طے شدہ معاہدہ کے مطابق مقررہ وقت کی خلاف ورزی بھی شرعاً جائز نہیں، اور وقت جو زندگی کا اصل سرمایہ ہے، اس کا ضیاع تو ایسی چیز ہے کہ جس کا کوئی بدل ہے نہیں۔

غرضیکہ مقررہ وقت سے غیر معمولی تاخیر کے ساتھ تقریبات کے منعقد کرنے میں متعدد خرابیاں اور مفاسد ہیں، جن سے بچنے کے لئے ضرورت ہے کہ ہر شخص اپنے طور پر اپنی تقریبات کو مقررہ وقت پر منعقد اور فارغ کرنے کا اہتمام کرے، اور جو لوگ وقت پر شریک ہو چکے ہوں، ان کے حق کی وقت پر ادائیگی کو ان لوگوں سے مقدم سمجھے کہ جو لوگ ابھی تک شریک ہی نہیں ہوئے، کیونکہ اطلاع و طے شدہ وقت کی پابندی کرنے والے لوگ اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کا حق مقررہ وقت پر ادا کر دیا جائے، بنسبت مقررہ وقت

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کی خلاف ورزی کرنے والوں کے۔

مگر ہمارے یہاں اس کے بجائے گنگا الٹی ہی بہتی ہے، وہ اس طرح سے کہ تاخیر سے آنے والے حضرات جو کہ اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر آتے ہیں، وہ تھوڑے وقت میں فارغ ہو کر واپس لوٹ جاتے ہیں، اور مقررہ وقت پر پہنچنے والے اور دیر تک انتظار کرنے والے مسکین لوگ اپنا قیمتی وقت خرچ کرتے اور طرح طرح سے کوفت اٹھاتے ہیں، جس کے ذمہ دار تاخیر سے آنے والے لوگ ہوتے ہیں، لہٰذا اس کی سزا بھی تاخیر سے آنے والوں کو ہی ملنی چاہئے، جس کی ایک ادنیٰ صورت یہ ہے کہ مقررہ وقت پر کھانا وغیرہ کھلا کر فراغت حاصل کرلی جائے، اور تاخیر سے آنے والوں کا انتظار نہ کیا جائے۔

یہ عمل جہاں ایک طرف اصولوں کی پابندی میں داخل ہوگا، وہاں دوسری طرف تاخیر سے آنے والوں کے جرم وکوتاہی کی بھی اصلاح کا باعث ہوگا، مگر اس کے لئے ہمتِ مرداں کی ضرورت ہے، جو کہ انمول نعمت مگر اس وقت نایاب ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

(سورہ بقرہ قسط۱۱۰، آیت۱۹۱)

مفتی محمد رضوان

حرمِ مکہ میں قتال کا حکم

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۹۱)

ترجمہ: اور تم ان کو قتل کرو جہاں تم ان کو پاؤ، اور تم ان کو نکالو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے اور تم ان سے قتال نہ کرو مسجدِ حرام کے قریب یہاں تک کہ وہ تم سے اس (جگہ) میں قتال نہ کریں، پھر اگر وہ تم سے قتال کریں، تو تم ان کو قتل کرو، اسی طرح کافروں کی جزاء ہوتی ہے (۱۹۱)

تفسیر وتشریح

تفسیر معارف القرآن میں مذکورہ آیت کے شانِ نزول کے متعلق مذکور ہے کہ:

یہ آیت واقعہ حدیبیہ کے بعد اس وقت نازل ہوئی ہے، جب صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے ساتھ اس عمرہ کی قضاء کے لئے سفر کا ارادہ کیا، جس سے اس سے پہلے سال میں کفارِ مکہ نے روک دیا تھا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس سفر کے وقت یہ خیال ہو رہا تھا کہ کفار کی صلح اور معاہدہ کا کچھ بھروسہ نہیں، اگر وہ لوگ اس سال بھی آمادہ پیکار ہو گئے، تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس پر آیتِ مذکورہ کے الفاظ نے ان کو اجازت دیدی کہ اگر وہ قتال کرنے لگیں تو تمھیں بھی اجازت ہے کہ جہاں پاؤ ان کو قتل کرو اور اگر قدرت میں ہو تو جس طرح انہوں نے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا تھا، تم بھی ان کو مکہ سے نکال دو۔

اور پوری مکی زندگی میں جو مسلمانوں کو کفار کے ساتھ مقاتلہ سے روکا ہوا تھا اور ہمیشہ عفو و درگذر کی تلقین ہوتی رہی تھی، اس لئے صحابۂ کرام کو اس آیت کے نازل ہونے سے یہی خیال

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

تھا کہ کسی کافر کو قتل کرنا برا اور ممنوع ہے، اس خیال کے ازالہ کے لئے فرمایا وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ یعنی یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ کسی کو قتل کرنا سخت برا کام ہے، مگر کفارِ مکہ کا اپنے کفر وشرک پر جمارہنا اور مسلمانوں کو ادائے عبادت حج وعمرہ سے روکنا اس سے زیادہ سخت وشدید ہے، اس سے بچنے کے لئے ان کو قتل کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے، آیت میں لفظِ فتنہ سے کفر وشرک اور مسلمانوں کو ادائے عبادت سے روکنا ہی مراد ہے (معارف القرآن، ج۱ص۴۷۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کے موقع پر اس کے مطابق عمل کیا کہ مشرکین کو حرم کی حدود سے نکال دیا۔

حرم میں قتال کی ممانعت

مذکورہ آیت میں حرم میں ابتداءً مشرکین سے قتال کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور احادیث میں بھی اس کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَلاَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَلاَ تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ، أَلاَ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، أَلاَ وَإِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهِ حَرَامٌ، لاَ يُخْتَلٰى شَوْكُهَا، وَلاَ يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلاَ يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ (بخاری، رقم الحديث ۶۸۸۰)

ترجمہ: یادرکھو کہ مکہ میں قتال کرنا نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا ہے اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا، میرے لئے بھی صرف دن کے تھوڑے حصے کے لئے حلال کیا گیا تھا، آگاہ رہو، وہ اس وقت حرام ہے، حرم کا کانٹا نہ توڑا جائے، اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری ہوئی چیز صرف وہی شخص اٹھائے جس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اس کا اعلان کر کے مالک تک پہنچائے گا (بخاری)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : هٰذِهِ مَكَّةُ، حَرَّمَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِيْ، وَإِنَّمَا

Idara Ghufran

أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، وَهِيَ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ بِحَرَامِ، اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ (سنن النسائی، رقم الحدیث ۲۸۹۲، بخاری، رقم الحدیث ۳۱۸۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مکہ ہے، جس کو اللہ عز وجل نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے دن سے حرام قرار دے دیا ہے، نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا، اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا، اور میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت کے لئے حلال کیا گیا تھا، اور وہ میرے اس وقت میں بھی اللہ کے حرام کرنے کی وجہ سے حرام ہے قیامت کے دن تک، نہ اس کا کانٹا توڑا جائے، اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے، اور اس کی گری ہوئی چیز صرف اسی شخص کو اٹھانا حلال ہے، جس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اس کا اعلان کر کے مالک تک پہنچائے گا (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَّحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ (مسلم، رقم الحدیث ۱۳۵۶ "۴۴۹")

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مکہ میں اسلحہ لے کر پہنچے (مسلم)

فقہائے کرام کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ اگر کوئی حرم کی حدود میں مسلمانوں سے ابتداءً قتال کرے، تو اس سے قتال کرنا جائز ہے۔

لیکن اگر کوئی خود سے ابتداءً قتال نہ کرے تو پھر حرم کی حدود میں کافروں اور باغیوں سے قتال کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفی فقہائے کرام کا تو کہنا یہ ہے کہ حرم کی حدود میں کافروں اور باغیوں سے ابتداءً قتال کرنا جائز نہیں، کیونکہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور کئی احادیث میں حرم کی حدود میں ابتداءً قتال کرنے کی ممانعت آئی ہے، جبکہ بعض دیگر فقہاء نے باغیوں سے حرم میں قتال کرنے کی اجازت دی ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۸۹ و ۱۹۰، مادة: حرم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155070530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

S احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ P

حرام، حلال اور مشتبہ چیزوں کا حکم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُونَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا، فَبَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ "وَتَلَا (قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ(سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۳۸۰۰)

ترجمہ: جاہلیت کے لوگ کچھ چیزیں کھالیا کرتے تھے اور کچھ چھوڑ دیا کرتے تھے انہیں گندا سمجھ کر، پس اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اپنی کتاب نازل فرمائی اور اس کے حلال کو حلال کیا اور اس کے حرام کو حرام کیا، پس جس چیز کو حلال کیا، وہ تو حلال ہے، اور جس چیز کو حرام کیا وہ حرام ہے، اور جس چیز کے بارے میں سکوت (خاموشی) کو اختیار فرمایا، وہ معاف ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ)

آپ کہہ دیجئے کہ جو وحی میری طرف آئی ہے، اس میں تو میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کھانے والے پر کھانا حرام کی گئی ہو، الا یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہتا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ رِجس (وناپاک) ہے، یا فسق ہو، جس کو ذبح کیا گیا ہو، غیرُ اللہ کے لئے (ابوداؤد)

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللَّهَ حَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَفَرَضَ لَكُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَتَرَكَ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَكِنْ رَحْمَةٌ مِنْهُ لَكُمْ فَاقْبَلُوهَا وَلَا تَبْحَثُوا فِيهَا(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۱۱۴، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۵۸۹، سنن الدارقطنی، رقم الحدیث ۴۳۹۶، باسناد حسن)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے چیزوں کی حد بندی کردی ہے، تو تم ان سے تجاوز نہ کرو، اور تمہارے لئے فرائض مقرر کردیئے ہیں، تو تم ان کو ضائع نہ کرو، اور کچھ چیزوں کو حرام کردیا ہے، تو تم ان کی حرمت کو نہ توڑو، اور کچھ چیزوں کو تمہارے رب کی طرف سے چھوڑ دیا گیا ہے، بھول کر نہیں بلکہ اس کی طرف سے تمہارے لئے رحمت کے طور پر، تو تم ان چیزوں کو قبول (واختیار) کرلو، اور ان چیزوں میں بحث مباحثہ (وکھود کرید) نہ کرو (حاکم، طبرانی، دارقطنی)

معلوم ہوا کہ شریعت نے جس چیز کو حرام قرار دے دیا ہو، وہ حرام ہے، اور اس سے بچنے کا حکم ہے، اور جس چیز کو حلال قرار دیا ہو، وہ حلال ہے، اور اس کو اختیار کرنا بلاشبہ جائز ہے، اور جس چیز سے سکوت رکھا ہو، اور اس کے حرام یا حلال ہونے کا کوئی حکم نہ لگایا ہو، وہ معاف ہے، جس کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے، اور اس میں سختی وتشدد اور غلو سے کام لینا درست نہیں۔

اور مذکورہ احادیث کی روشنی میں بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ جس چیز کے بارے میں شریعت نے حرام ہونے کا حکم بیان نہ کیا ہو، اس کے اندر اصل حلال ہونا ہے، یعنی جب تک کسی شرعی دلیل سے اس میں حرام وناجائز ہونا ثابت نہ ہو، اس وقت تک اس کو حلال قرار دیا جائے گا، اور ایسی حالت میں حلال قرار دینے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہ ہوگی۔ [۱]

مسلمان کے کھانے یا پینے کو بلا دلیل حرام نہ سمجھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ طَعَامًا، فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ، وَإِنْ سَقَاهُ شَرَابًا مِنْ شَرَابِهِ، فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ

(مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۸۴، باسناد حسن)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جائے، اور وہ اس کو کوئی کھانا

---

[۱] (فقال :الحلال ما أحل الله) : أى بين تحليله (فى كتابه، والحرام ما حرم الله) : أى بين تحريمه (فى كتابه) : يعنى إما مبينا وإما مجملا لقوله :(وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا) لئلا يشكل بكثير من الأشياء التى صح تحريمها بالحديث، وليس بصريح فى الكتاب (وما سكت) : أى الكتاب (عنه) :أى عن بيانه، أو وما أعرض الله عن بيان تحريمه وتحليله رحمة من غير نسيان .(فهو مما عفا عنه) : أى عن استعماله وأباح فى أكله، وفيه أن الأصل فى الأشياء الإباحة، ويؤيده قوله تعالى :(هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا)وقد قيل :كل شىء خلق لعباده وخلقوا لعبادته (مرقاة، كتاب الاطعمة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

کھلائے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا کھانا کھالے، اور اس سے اس کے (حلال وحرام کے) متعلق کھود کرید نہ کرے، اور اگر کوئی چیز پلائے تو اسے چاہئے کہ اُس چیز کو پی لے، اور اس کے متعلق (حلال وحرام ہونے کی) کھود کرید نہ کرے (مسند احمد)

بلا دلیل بدگمانی کرنا منع ہے، اور اسی طرح تجسس بھی منع ہے، لہٰذا جب مسلمان کوئی کھانا یا پینا پیش کرے، اور اس کے حلال وحرام ہونے کا علم نہ ہو، تو اس کو کھا پی لینا چاہئے، اور اس کو بلا دلیل حرام وناجائز سمجھنا بدگمانی میں داخل ہے، جس کی ممانعت ہے، اور اس سے تحقیق وتفتیش کرنا تجسس میں داخل ہے، اور اس کی بھی ممانعت ہے (فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۵۸۴)

مسلمان کے ذبیحہ کو بلا دلیل حرام نہ سمجھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ :إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّحْمِ، لاَ نَدْرِي :أَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لاَ؟ فَقَالَ :سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ (بخاری، رقم الحدیث ۵۵۰۷)

ترجمہ: کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بعض (مسلمان) لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ (ذبح کے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر تم اللہ کا نام لے لو، اور اس کو تم کھا لو (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے ذبیحہ اور گوشت کو حسنِ ظن کی وجہ سے حلال سمجھنا چاہئے، اور اس کے حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کو طلب نہیں کرنا چاہئے، جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا ذبیحہ حلال شمار ہوتا ہے، اور مسلمان کا ذبح کرنا خود حلال ہونے کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔

اور کھاتے وقت اللہ کا نام لینا وسوسہ کو دور کرنے کے لئے ہے۔ [1]

---

[1] قوله :(فقال :سموا عليه أنتم وكلوه) كأنه صلى الله تعالى عليه وسلم أرشدهم بذلك إلى حمل حال المؤمن على الصلاح ، وإن كان جاهلاً ، وأن الشك بلا دليل لا يضر ، وأن الوسوسة الخالية عن دليل يكفى فى دفعها تسمية الآكل ، والله تعالى أعلم .فلا يرد أن التسمية عند الذبح إن لم تكن واجبة يجوز لهم الأكل ، وإن لم يسموا ، وإن وجبت فلا ينفع تسمية الآكل ولا تنوب عن تسمية الذابح فالحديث مشكل على الوجهين .وبهذا ظهر أن الاستدلال بهذا الحديث على عدم وجوب التسمية عند الذبح لا يخلو عن ضعف لظهور أن الحديث بظاهره يفيد أن التسمية واجبة لكن تنوب تسمية الآكل عن تسمية الذابح ، ولم يقل به أحد ، وعند التأويل لا يبقى دليلاً فتأمل ، والله تعالى أعلم (حاشية السندى على صحيح البخارى، بابُ ذَبِيحَةِ الْأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

حضرت علی ازدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لابْنِ عُمَرَ :إِنَّا نُسَافِرُ فَنَمُرُّ بِالرُّعْيَانِ ، وَالصَّبِيِّ ، وَالْمَرْأَةِ ، فَيُطْعِمُونَا لَحْمًا مَا تَدْرِي مَا جِنْسه ؟ فَقَالَ :مَا أَطْعَمَكَ الْمُسْلِمُونَ فَكُلْ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث۲۴۹۱۷)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہم سفر کرتے ہیں، پھر ہم (مسلمان) چرواہوں اور بچے اور عورت (وغیرہ) کے پاس سے گزرتے ہیں، جو ہمیں گوشت کھلاتے ہیں، جس کی جنس معلوم نہیں ہوتی (کہ وہ گوشت حلال جانور کا ہے یا حرام جانور کا؟) تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آپ کو مسلمان کھلائیں، اس کو آپ کھالیجئے (ابنِ ابی شیبہ)

اس طرح کی روایات دوسرے صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے بھی مروی ہیں۔

(ملاحظہ ہو: مُصنف ابن أبی شیبة،باب مَنْ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَخِيكَ الْمُسْلِمِ ، فَكُلْ مِنْ طَعَامِهِ)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے ذبیحہ اور گوشت کو حلال سمجھنا چاہئے، اور مسلمان ہونا ہی اس کے ذبیحہ وگوشت کے حلال ہونے کی دلیل ہے، جب تک معقول دلیل سے اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔

مذکورہ حکم تو مسلمانوں کے ذبیحہ اور گوشت کا ہے، جبکہ غیر مسلموں کے ذبیحہ اور گوشت کا استعمال جائز نہیں، تا آنکہ معتبر دلیل سے یہ ثابت نہ ہوجائے کہ وہ ذبیحہ مسلمان کا ہے۔

البتہ غیر مسلموں اور مشرکوں کے ذبیحہ کے علاوہ ان کے ہاتھ کی دوسری چیزوں کا استعمال کرنا جائز ہے۔

(ملاحظہ ہو: مصنف ابن ابی شیبة، باب ما قالوا فی طعام المجوسِ وفواکِهِهم،و باب ما قالوا فیما یؤکل من طعام المجوس)

مشتبہ ومشکوک چیز سے بچنے کا حکم

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :الحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى المُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ :كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ (بخاری، رقم الحدیث ۵۲، مسلم، رقم الحدیث ۱۰۷ "۱۵۹۹")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال چیز واضح ہے اور حرام چیز بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان میں شبہ والی (یعنی مشتبہ) چیزیں ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص شبہوں (کی چیزوں) میں مبتلا ہو جائے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسا کہ جانور چراگاہ کے قریب چر رہا ہو، جس کے متعلق اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک دن اس کے اندر بھی داخل ہو جائے آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۵۵۰، باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز کو اختیار کرو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا حرام و ناجائز اور ناپاک ہونا شریعت کی طرف سے واضح ہو، اس سے تو بہر حال بچنا چاہئے، جیسا کہ شراب اور خنزیر اور مردار اور پیشاب، پاخانہ اور زنا اور جھوٹ وغیرہ، اور جس چیز کا حلال ہونا واضح ہو، اس سے بچنے میں کوئی ثواب نہیں، جیسا کہ روٹی اور میوہ اور تیل اور شہد اور حلال جانوروں اور پرندوں کا گوشت اور ان کا انڈا وغیرہ، اور جو چیز ایسی ہو کہ اس کا اچھا اور برا یا حلال اور حرام ہونا شریعت کی کسی دلیل سے واضح نہ ہو، تو اس سے بچنا اگرچہ ضروری نہیں، البتہ بہتر اور تقوے میں داخل ہے، اور اس کے بجائے ایسی چیز کو اختیار کرنا مستحب ہے، جس کا حلال ہونا واضح ہو۔ [1]

---

[1] وأما قوله ﷺ (الحلال بين والحرام بين) فمعناه: أن الأشياء ثلاثة أقسام: حلال بين واضح لا يخفى حله، كالخبز والفواكه والزيت والعسل والسمن ولبن مأكول اللحم وبيضه وغير ذلك من المطعومات، وكذالك الكلام والنظر والمشي وغير ذالك من التصرفات، فيها حلال بين واضح لا شك في حله.
وأما الحرام البين فكالخمر والخنزير والميتة والبول والدم المسفوح، وكذالك الزنا والكذب والغيبة والنميمة والنظر إلى الأجنبية وأشباه ذالك. وأما المشتبهات فمعناه أنها ليست بواضحة الحل ولاالحرمة، فلهذا لايعرفها كثير من الناس، ولا يعلمون حكمها، وأما العلماء فيعرفون حكمها بنص أو قياس أو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حرام وحلال وغیرہ سے متعلق شک کی اقسام اور اُن کے احکام

پس جن چیزوں کا حلال، پاک وجائز ہونا یا حرام، ناپاک وناجائز ہونا شریعت کی طرف سے واضح ہو، ان میں ان کے مطابق عمل کرنا چاہئے، اور مشتبہ چیزوں سے بچنا چاہئے۔

جہاں تک شک وشبہ کا تعلق ہے، تو مذکورہ احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے حکم کے اعتبار سے شک کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

شک کی پہلی قسم وہ ہے، جس میں شک ایسی چیز پر طاری ہوا ہو، جو اصل سے حرام ہے، مثلاً کوئی مسلمان ذبح شُدہ جانور، بکری یا گائے وغیرہ ایسے علاقہ میں پائے، جہاں مسلم اور غیر مسلم دونوں مخلوط طریقہ پر رہائش پذیر ہوں، اور اُس کے شرعی طریقہ پر ذبح ہونے کی کوئی دلیل نہ ہو، تو اس شک کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، اور وہ گوشت اپنی اصل کے اعتبار سے حرام قرار دیا جائے گا، کیونکہ گوشت کے اندر اصل حرام ہونا ہے۔

اور اگر وہ ذبح شُدہ جانور، بکری یا گائے وغیرہ کسی ایسے علاقہ میں پائے، جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو، یا کسی مسلمان سے گوشت لیا جارہا ہو، تو پھر حلال ہونے کا حکم غالب ہوگا، کیونکہ یہاں مسلمانوں کی اکثریت کا ہونا یا مسلمان سے گوشت کا حاصل ہونا حلال ہونے کی معتبر دلیل سمجھا جاتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

استصحاب أو غير ذالک، فإذا تردد الشيئ بين الحل والحرمة، ولم يكن فيه نص والا إجماع، اجتهد فيه المجتهد، فألحقه بأحدهما بالدليل الشرعي (شرح النووی علی مسلم، باب أخذ الحلال وترک الشبهات)

(دع ما يريبک) أی يوقعک فی الشک والأمر للندب لما أن توقی الشبهات مندوب لا واجب علی الأصح (إلی ما لا يريبک) أی اترک ما تشک فيه من الشبهات واعدل إلی ما لا تشک فيه من الحلال البين لما سبق أن من اتقی الشبهات فقد أستبرا لعرضه ودينه (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۴۲۱۱)

(دع ما يريبک) أی اترک ما تشک فی كونه حسنا أو قبيحا أو حلالا أو حراما (إلی ما لا يريبک) أی واعدل إلی ما لا شک فيه يعنی ما تيقنت حسنه وحله (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۴۲۱۳)

قوله: "الحلال بين والحرام بين وبينهما أمور مشتبهات" يعنی أن الأشياء ثلاثة أقسام فما نص الله علی تحليله فهو الحلال كقوله تعالیٰ: (أحل لكم الطيبات وطعام الذين أوتوا الكتاب حل لكم) وقوله: (وأحل لكم ماوراء ذالكم) ونحو ذالک، وما نص الله علی تحريمه فهو الحرام البين مثل قوله تعالیٰ: (حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم) الآية: (وحرم عليكم صيد البر مادمتم حرماً) وكتحريم الفواحش ماظهر منها وما بطن وكل ماجعل الله فيه حداً أو عقوبة أو وعيداً فهو حرام، وأما الشبهات فهی كل ماتتنازعه الأدلة من الكتاب والسنة وتتجاذبه المعانی فالإمساک عنه ورع (شرح الاربعين النووية، باب الحلال بين والحرام بين، در ذيل حديث نمبر ٦)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

شک کی دوسری قسم وہ ہے، جس میں شک ایسی چیز پر طاری ہوا ہو، جو اصل سے مباح وجائز ہے، مثلاً اگر کوئی مسلمان کوئی ایسا پانی پائے کہ جس کی حالت متغیر ہو، لیکن نجاست وناپاکی سے متغیر ہونے کی کوئی دلیل نہ ہو، تو یہاں بھی شک کا اعتبار نہ ہوگا، اور وہ پانی اپنی اصل کے اعتبار سے جائز وپاک قرار دیا جائے گا، کیونکہ پانی کے اندر اصل پاک ہونا ہے۔

اسی طرح مثلاً روٹی کے اندر اصل حلال اور جائز ہونا ہے، لہٰذا وہ روٹی چاہے کسی کافر سے خریدی ہو، اس کا کھانا حلال ہے، جب تک کسی دلیل سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس میں کوئی ناپاک اور حرام چیز شامل کی گئی ہے، اُس وقت تک اُسے ناجائز وحرام نہیں کہا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی عورت سے شرعی طریقہ پر نکاح ہو گیا، لیکن طلاق واقع ہونے میں شک ہے، تو اس شک کا اعتبار نہیں ہوگا، اور وہ عورت بدستور اس کی بیوی سمجھی جائے گی۔

اسی طرح دوسری بے شمار حلال اور جائز وپاک چیزوں کا حال ہے۔

شک کی تیسری قسم وہ ہے، جس میں شک ایسی چیز پر طاری ہوا ہو، کہ جس کی اصل معلوم نہ ہو، مثلاً کسی ایسے شخص کے ساتھ معاملہ کرنا کہ جس کا اکثر مال حرام ہو، لیکن اس چیز کا امتیاز نہ ہو کہ وہ جس مال کے ساتھ معاملہ کر رہا ہے، وہ بعینہٖ حرام ہے، تو اس کے ساتھ معاملہ کرنا حرام نہیں ہے، بلکہ حلال ہے، البتہ احتیاطاً اس سے بچنا مستحب ہے۔ [1]

---

[1] ینقسم الشک -إجمالا -بهذا الاعتبار إلى ثلاثة أقسام.

القسم الأول :شک طرأ على أصل حرام مثل أن يجد المسلم شاة مذبوحة فی بلد يقطنه مسلمون ومجوس فلا يحل له الأكل منها حتى يعلم أنها ذكاة مسلم، لأن الأصل فيها الحرمة ووقع الشک فی الذكاة المطلوبة شرعا، فلو كان معظم سكان البلد مسلمين جاز الإقدام عليها والأكل منها عملا بالغالب المفيد للحلية .

القسم الثانی :شک طرأ على أصل مباح كما لو وجد المسلم ماء متغيرا فله أن يتطهر منه مع احتمال أن يكون تغير بنجاسة، أو طول مكث، أو كثرة ورود السباع عليه ونحو ذلک استنادا إلى أن الأصل طهارة المياه .مع العلم أن الله تعالى لم يكلف المؤمنين تجشم البحث للكشف عن طهارته أو نجاسته تيسيرا عليهم، حيث ورد فی الأثر أن عمر بن الخطاب -رضی الله تعالى عنه -خرج فی ركب فيهم عمرو بن العاص -رضی الله عنه -حتى وردوا حوضا فقال عمرو بن العاص لصاحب الحوض :يا صاحب الحوض هل ترد حوضک السباع؟ فقال عمر :يا صاحب الحوض لا تخبرنا، فإنا نرد على السباع، وترد علينا .

وفيه أيضا :أن عمر بن الخطاب نفسه كان مارا مع صاحب له فسقط عليهما شیء من ميزاب، فقال صاحبه: يا صاحب الميزاب ماؤک طاهر أو نجس؟ فقال عمر :يا صاحب الميزاب لا تخبرنا، ومضى .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جس کسی حلال چیز میں دلیل سے شبہ پیدا ہو، وہاں اس چیز سے بچنا صرف مستحب ہوتا ہے، واجب نہیں ہوتا۔ اور یہ مستحب ہونا بھی اپنے عمل کی حد تک ہوتا ہے، اور اس بارے میں بھی شریعت کا مزاج یہ ہے کہ لوگوں میں اس کی تبلیغ نہ کی جائے، کیونکہ اس سے عام لوگوں میں تشویش پیدا ہوتی ہے اور بعض لوگ اس مستحب کی خلاف ورزی کو حرام میں مبتلا ہونے کا درجہ دے دیتے ہیں۔

اور جس چیز سے بچنا شک کی وجہ سے مستحب ہے، اس کو حرام کا درجہ دینا درست نہیں۔

جہاں تک ان چیزوں کا تعلق ہے، جن میں اصل جائز اور مباح ہونا ہے، وہاں بغیر کسی معتبر دلیل کے شبہ پیدا ہو جائے تو وہ صرف وہم اور وسوسہ کہلاتا ہے اور اس پر عمل کرنا تقویٰ، احتیاط اور ثواب نہیں ہوتا۔

جیسا کہ عام پانی جو اپنے عام اوصاف کے مطابق ہو، اور اس کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہ ہو، اور اس کے بارے میں یہ خیال کیا جائے کہ شاید اس میں کوئی نجاست و ناپاکی شامل ہوگئی ہوگی، جیسا کہ بعض لوگ ریل کے اندر جو پانی ہوتا ہے، اس کے متعلق ناپاک ہونے کا شبہ کیا کرتے ہیں، یا کوئی ایسی جگہ ہو، جہاں نجاست اور ناپاکی کا کوئی اثر نہ ہو، اور وہاں اس ڈر کی وجہ سے نماز پڑھنے سے پرہیز کرنا کہ کہیں وہ جگہ ناپاک نہ ہو، یا کسی کپڑے کو اس لئے دھونا کہ شاید وہ ناپاک نہ ہو، جبکہ ناپاکی کی کوئی دلیل نہیں، تو اس قسم کا ڈر، وہم اور شیطانی وسوسہ میں داخل ہے، جس سے بچنا تقوے و احتیاط اور مستحب ہونے میں بھی داخل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فإن اشتبه عليه ماء طاهر وماء نجس تحرى، فما أداه اجتهاده إلى طهارته توضأ به .

القسم الثالث :شك لا يعرف أصله مثل التعامل مع شخص أكثر ماله حرام دون تمييز لهذا من ذاك لاختلاط النوعين معا اختلاطا يصعب تحديده، فمثل هذا الشخص لا تحرم مبايعته ولا التعامل معه لإمكان أن يكون المقابل حلالا طيبا، ولكن رغم هذا الاحتمال فقد نص الفقهاء على كراهة التعامل معه خوفا من الوقوع في الحرام .كما نصوا على أن "المشكوك في وجوبه لا يجب فعله ولا يستحب تركه بل يستحب فعله احتياطا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶ص۱۸۶،۱۸۷، مادة "شك")

وقالوا :إن الشك على ثلاثة أضرب شك طرأ على أصل حرام وشك طرأ على أصل مباح وشك لا يعرف أصله فالأول مثل أن يجد شاة مذبوحة في بلد فيها مسلمون ومجوس فلاتحل حتى يعلم أنها ذكاة مسلم لأن الأصل فيها الحرمة إذ حل الأكل يتوقف على تحقق الذكاة الشرعية فصار حل الأكل مشكوكا فلو كان الغالب فيها المسلمين جاز الأكل عملا بالغالب المفيد للحل والثاني أن يجد ماء متغيرا واحتمل أن يكون تغيره بنجاسة أو طول مكث يجوز التطهير به عملا بأصل الطهارة والثالث مثل معاملة من أكثر ماله حرام لاتحرم مبايعته حيث لم يتحقق حرمة ماأخذه منه ولكن يكره خوفا من الوقوع في الحرام كذا في فتح القدير قاله أبو السعود في حاشية الإشباه (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، صفحه ۳۵، كتاب الطهارة، فصل في بيان أحكام السؤر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

نہیں، چہ جائیکہ اس سے بچنا فرض یا واجب کہلائے۔ ۱؎

اب اس تفصیل کی روشنی میں ان لوگوں کے غلو کی حقیقت واضح ہوگئی، جو کسی بھی حلال و جائز چیز میں بلا دلیل شبہ کرنے لگتے ہیں، اور جب تک ان کے حلال و جائز ہونے کی کوئی پختہ تصدیق نہیں ہوجاتی، اس وقت تک ان چیزوں سے کنارہ کشی رکھتے ہیں، اور اس کو تقویٰ و پرہیزگاری سمجھ کر اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں، اور بعض اوقات دوسروں کو بھی اس کی بڑے اہتمام کے ساتھ تبلیغ کرتے ہیں، اور ان چیزوں میں مبتلا لوگوں پر طرح طرح کے فتوے صادِر کرتے ہیں۔

خوب سمجھ لیجئے کہ! حلال و جائز چیزوں کا ہونا ہی حلال و جائز ہونے کی دلیل ہوا کرتا ہے، اور وہاں مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔

۱؎ وقال بعض العلماء: المشتبهات ثلاثة أقسام: منها مايعلم الإنسان أنه حرام ثم يشک فيه هل زال تحريمه أم لا كالذى يحرم على المرء أكله قبل الذكاة إذا شک فى ذكاته لم يزل التحريم إلا بيقين الذكاة والأصل فى ذالک حديث عدى المتقدم ذكره.

وعكس ذالک أن يكون الشيئ حلالاً فيشک فى تحريمه كرجل له زوجة فشک فى طلاقها أو أمة فيشک فى عتقها، فما كان من هذا القسم فهو على الإباحة حتى يعلم تحريمه والأصل فى هذا الحديث عبد الله بن زيد فيمن شک فى الحدث بعد أن تيقن الطهارة.

القسم الثالث أن يشک فى شيئ فلايدرى أحلال أم حرام ويحتمل الأمرين جميعاً ولادلالة على أحدهما فالأحسن كما فعل النبى ﷺ فى التمرة الساقطة حين وجدها فى بيته فقال: لولا أنى أخشى أن تكون من الصدقة لأكلتها" وأما إن جوز نقيض ماترجح عنده بأمر موهوم لاأصل له كترک استعمال ماء باق على أوصافه مخافة تقدير نجاسة وقعت فيه أو كترک الصلاة فى موضع لاأثر فيه مخافة أن يكون فيه بول قد جف أو كغسل ثوب مخافة إصابة نجاسة لم يشاهدها ونحو ذالک فهذا يجب أن لا يلتفت إليه فإن التوقف لأجل ذالک التجويز هوس والورع منه وسوسة شيطان إذ ليس فيه من معنى الشبه شيئ والله اعلم (شرح الاربعين النووية، باب الحلال بين والحرام بين، تحت رقم الحديث ٦)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

مقالات ومضامین (جنت اوراس کی بہاریں: قسط ۱۵) مفتی محمد امجد حسین

جنت کے قرآنی مناظر

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورة التوبة، رقم الآية ۷۲)

ترجمہ: اللہ نے ایمان دار مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہیشگی کے باغوں میں (ہوں گے) اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے یہی وہ بڑی کامیابی ہے (توبہ)

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورة التوبة، رقم الآيات ۸۸ و ۸۹)

ترجمہ: لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان ائے ہیں وہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

اللہ نے ان کے لیے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے (توبہ)

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورة التوبة، رقم الآيات ۱۱۱ و ۱۱۲)

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس امر کے بدلے خرید لئے ہیں کہ جنت انہی کی ہے، وہ (مومنین) اللہ کے راستے میں جنگ (جہاد شرعی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں مارتے بھی ہیں، اور مرتے بھی ہیں، (مقام شہادت پاتے ہیں) یہ ایک سچا عہد ہے جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل میں بھی لی ہے اور قرآن میں بھی اور کون ہے، جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اپنے اس سودے پر خوشی مناؤ، جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے (یعنی اپنا جسم وجان اللہ تعالیٰ کو بیچ کر اس کے عوض میں جنت کا حصول) اور یہی بڑی زبردست کامیابی ہے (جنہوں نے یہ زبردست سودا کیا ہے، ان کی یہ درج ذیل صفات ہیں) توبہ کرنے والے ہوتے ہیں، اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں، اس کی حمد کرنے والے، روزے رکھنے والے، رکوع میں جھکنے والے، سجدے کرنے والے، نیکی کی (باہم) تلقین کرنے والے اور برائی سے روکنے والے، اور اللہ کی قائم کی ہوئی حدوں کی حفاظت کرنے والے، (یعنی حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز ورعایت کر کے زندگی گزارنے والے) اے پیغمبر ان صفات کے حامل مومنوں کو خوشخبری دو (کامیابی، نجات اور اللہ کی رضا کی)

کیا وارے کا سودا ہے؟

مسلمان کے جان مال کا سودا جنت کے عوض میں، اللہ پاک کے ساتھ ہو چکا ہے، اور اللہ کیسا کریم رب ہے کہ خود ہی جنت کو عوض بنا کر جنت کے بدلے میں اس کا سودا بھی کیا، اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ کتنا عجیب سودا ہے کہ جس میں چیز اور اس کا معاوضہ (مبیعہ اور ثمن) دونوں اللہ کے ہیں، یہ کتنا وارے کا سودا ہے، جس کا خریدار اللہ پاک ہے، اور معاوضہ جنت جیسا لازوال سدابہار، لافانی اور ابدی نعمتوں کا حامل مقام ہے، جہاں کی نعمتیں دائمی نعمتیں ہیں، جہاں کے باغ وبہار کو خزاں رسیدگی کی گزند نہیں پہنچے گی، جہاں کا قیام اور مقام دائمی ہے، جہاں کا امن وعیش اور راحت وسکون مدام رہے گا، جہاں کے مکینوں کو ہمیشہ صحت، عافیت، جوانی حاصل رہے گی، خوف واندیشے اور غم واندوہ سے جو ہمیشہ محفوظ ومامون ہوں گے، اسی لئے آگے فرمایا کہ اپنے اس سودے پر خوشی مناؤ، تمہیں یہ سودا مبارک ہو کہ دنیا کے فانی مال ومنال اور فانی چندروزہ زندگانی کے بدلے ایسا ابدالآباد ٹھکانہ کا انواع واقسام کی دائمی نعمتوں کو تم نے پایا۔

یقاتلون فی سبیل اللہ

جان جب مومن کی، توحید ورسالت کے اعتقاد کے نتیجے میں بک چکی ہے، تو خریدار اس میں تصرف کا پورا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

حق رکھتا ہے، جبکہ وہ بکنے سے پہلے بھی اس کا خالق و مالک تھا، پس اس کی حاکمیت کا اس کی زمین پر ڈنکا بجانے کے لئے، اس کے بھیجے ہوئے کلمہ حق کو دنیا میں سربلند کرنے کے لئے زمین کے جھوٹے خداؤں اور وقت کی جابر و سرکش قوتوں کے پنجہ آزما اور معرکہ زن ہونے، مرنے مارنے کی نوبت آئے، جہاد اور راہ حق میں سب طرح کے بدنی مجاہدات سے سابقہ پڑے، تو مومن ان سے جی نہ چرائے، خندہ پیشانی سے حق و باطل کے معرکے میں معرکہ آراء ہو، یہ عین عبادت ہے، اس رب کی رضا جوئی کا یہ بڑا ذریعہ ہے، ایمان کے نتیجے میں جنت کے بدلے جان کا سودا کرنے کا ناگزیر تقاضہ اور لازمی مطالبہ ہے، جن سے مومن منہ نہیں موڑتا کہ مومن اپنے سودے میں خائن اور جھوٹا نہیں ہوتا، دغاباز اور فریبی نہیں ہوتا، رب سے جان کا سودا جنت کے بدلے کر کے، اس سودے پر راضی ہو کر، رب کی خریدی ہوئی چیز اس کے حکم پر اس کے حوالے کرتا ہے، اس کی راہ میں پیش کرتا ہے، ایمانی سودے کے ان منطقی نتائج کو ماننے اور قبول کرنے سے پس و پیش نہیں کرتا۔

جان دی تو دی ہوئی اسی کی تھی ‏ ‏ ‏ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جہاد کا حکم پچھلی شریعتوں میں بھی تھا

وَعَدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِیۡ ......

آیت کے اس حصے سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد کا حکم، اللہ کی راہ میں مرنے مارنے اور اس کے بدلے میں جنت پانے کا حکم، پچھلی شریعتوں میں بھی تھا، توراۃ والے یہودیوں، انجیل والے مسیحیوں میں بھی تھا، آج اگر ان کتابوں میں جہاد کا حکم نہیں ملتا، تو یہ ان کی ہاتھ کی صفائی کا وہی شرم ناک کارنامہ ہے، جس کو قرآن نے تحریف کہا ہے، اور ان کی تحریفات کا پردہ چاک کر کے ان کے جرائم کو آشکارا کیا ہے، اپنی کتاب میں اللہ کے اتنے بڑے اور اہم حکم پر ہاتھ صاف کرنے اور اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے سے، جب یہ محروم التوفیق نہیں چوکے، تو مسلمانوں کی کتاب اور مسلمانوں کے دین کے اس اہم حکم کو دہشت گردی کہنے سے یہ کیوں کر چوکیں گے؟ اور مسلمانوں کے اہل نفاق مار آستین ان کی ہاں میں ہاں ملانے سے کیوں کر پیچھے رہیں گے، آخر ان کا وظیفہ راتب بھی تو حلال کرنا ہے، اور ان کے دانش کدوں میں پائی ہوئی تعلیم و تربیت کا حق بھی تو ادا کرنا ہے، لیکن مسلمانوں کے اپنے دفاع میں کیے جانے والے جہاد کو دہشت گردی کہنے سے پہلے، مسلمان ملکوں پہ چڑھ دوڑنے اور وہاں کارپٹڈ بمبارمنٹ کر کے، ڈرون برسا کر، فضائی حملوں سے ہنستی، بستی بساتی

Idara Ghufran

بستیوں جو اُجاڑ کر موت اور تباہی کا افسوں پھونکنے کی اپنی شرمناک دہشت گردی پر بھی نظر کریں۔

اس وارے کے سودے کے مقابلے میں، جس پر رب نے بشارت اور جان و مال کے بدلے جنت خریدنے کی مبارک باد دی ہے، خوشی منانے کا حکم دیا ہے،، ایک سودا وہ بھی ہے جو گھاٹے کا خسارے کا سودا ہے، دنیا آخرت میں اس سودے میں خسارہ ہی خسارہ ہے، جس کا ذکر سورہ بقرہ کی منافقین کے متعلق شروع کی آیات میں آیا ہے۔

أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٦)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی سوان کی تجارت نے نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پانے والے نہ ہوئے (سورہ بقرہ)

یہ منافقین کی تجارت اور بیوپار ہے، جو آدھے تیتر، آدھے بٹیر ہوتے ہیں، گنگا پہ پہنچ کر گنگا داس، جمنا پہ پہنچ کے جمنا داس کہلاتے ہیں، ان کا ضمیر، ان کا کردار بکاؤ مال ہوتا ہے، ان کی زندگی کی ہر نقل وحرکت سر بازار بکتی ہے، آج مسلمانوں میں ان مارآستینوں کی بھرمار ہے، میڈیا کا بازار ہو، سیاست کی گرم بازاری ہو، حکومت واقتدار کی جنگ زرگری اور عہدے ومناصب ہوں، یہ طبقہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے، اپنے مفادات کے لئے جیتا مرتا ہے، اپنی سفلی خواہشات کی تسکین کے لئے ملک کی، قوم کی، ملت کی بازی لگاتا ہے، اہل کفر اور اہل فساد جن کا سکہ آج دنیا میں رائج الوقت سکہ ہے، جن کا ڈنکا بظاہر چارسُو بج رہا ہے، دوغلے اہلِ نفاق نام نہاد مسلمان اپنی اہل کفر واہل شر کی بولی بولتا ہے، ان کے مقاصد اور پالیسیوں کے لئے لڑتا مرتا ہے، اپنے دین ومذہب کو اپنی ملت اور ملک کو بے آبرو کرتا ہے، آج اہل نفاق کے اس طبقہ نے پورے عالم اسلام میں اور خصوصاً میرے ملک میں جو دھما چوکڑی مچائی ہے، معمولی ایمانی حس بھی جس مومن کے اندر ہے، وہ اس پرخون کے آنسو روتا ہے، اہل کفر اور فراعنہ وقت ان کو مادی آسائشوں اور مال ومنال کی جتنی جتنی ہڈی ڈالتے جاتے ہیں، اتنے ہی یہ ان کی ہمہ جہتی غلامی کا دم بھرتے، اپنوں پر بھونکتے، قومی امنگوں کا خون کرتے، اور اپنے دین ومذہب کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ امت کو، اہل اسلام کو، اہل نفاق کے اس ٹولے کے مکروشر سے خلاصی عطا فرمائے ؏

ہے کہاں روز مکافات اے خدائے دیرگیر

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

نظارۂ وطن (جس دیس میں سندھو بہتا ہے) محمد امجد حسین

ٹھٹھہ کے کوہ و دمن میں (قسط۱)

ایک سفر میں تین سمندروں کا نظارہ

امسال قربانی والی عید کے تیسرے دن 18 اکتوبر 2013ء کو میں ایک ہفتہ کے جس سفر پر روانہ ہوا، اس میں مجھے تین سمندروں سے سابقہ پڑا، حالانکہ یہ خشکی کا سفر تھا، جو راولپنڈی تا کراچی بذریعہ ٹرین ہوا، ایک سمندر تو وہی نامی گرامی بحرِ ہند ہے، جس کے پہلو میں کراچی آباد ہے، یا وہ کراچی کے پہلو میں موجیں مار رہا ہے، موجیں کر رہا ہے، موجزن ہے، دوسرا سمندر انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے، جیتے جاگتے ایک کروڑ سے زائد انسانوں کا سمندر کراچی، جو آجکل طغیانیوں اور خانہ جنگی کے طوفانوں کی رو میں ہے، جہاں انسانی زندگیاں آندھیوں کے رُخ پہ رکھے چراغ کی مانند بجھتی جارہی ہیں، تیسرا سمندر ٹھٹھہ کے دامنِ کوہ میں پھیلا ہوا مکلی قبرستان ہے، جو جیتے جاگتے انسانوں کا نہیں، موت کے خوابِ گراں سے آسودہ خواب ایک ملین فوت شدہ لوگوں کا سمندر ہے، جو تہہ خاک موجزن ہے، چھ مربع میل کے رقبے اور چھ صدیوں کے دورانیے پر محیط سمندر جو اپنی تاریخ کے تناظر میں بجائے خود ایک بحرِ محیط ہے، جہاں بادشاہ بھی دفن ہیں، گدا بھی، امیر بھی، وزیر بھی، غنی بھی، فقیر بھی، علماء بھی، اولیاء بھی، مشائخ بھی، صوفیاء بھی، گمنام و بے نام بھی، مشاہیر بھی، بیرونی طالع آزما، حملہ آور جنگجو بھی، اور ان کے تیغ ستم کا شکار ٹھٹھہ اور سندھ کے ہزاروں، باسی مقتولین بھی، ٹھٹھہ و سندھ کے مختلف حکمرانوں کے پورے پورے خانوادے اور خاندان بھی، ارغون بھی، ترخان بھی، سمے اور سومرے، مغل بھی، جام بھی، افغان بھی، ٹھٹھہ کا بانی جام نظام الدین بھی، تینوں ایک سے بڑھ کر ایک سمندر ہیں، جن کی اپنی اپنی گہرائیاں اور پہنائیاں ہیں، جو عجائبات سے لبریز و مملو ہیں، پھر اس کوچہ گرد دشت نورد کو ایک کے بعد ایک سمندر سے واسطہ پڑا، منیر نیازی کے بقول ؎

ایک اور دریا کا سامنا تھا مجھے منیر میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا

مکلی قبرستان ٹھٹھہ (سندھ) میں حاضری

کراچی کے ہفتہ بھر کے قیام میں کھینچ تان کر کسی نہ کسی طرح میں نے ٹھٹھہ کے لئے بھی ایک دن نکالا، ٹھٹھہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کا تاریخی شہر کوہ مکلی کے دامن میں آباد اور آباد سے زیادہ برباد ہے ہے، اور کوہ مکلی پر مکلی قبرستان آباد لیکن بظاہر بے آباد ہے، جو سندھ کی گزشتہ چھ صدیوں کے عروج و زوال، تہذیب و ثقافت، مذہب و تمدن کی تاریخ اپنے سینے میں سموئے ہوئے ہے، مبینہ طور پر یہ دنیا کا سب سے بڑا یا بہت بڑا قبرستان ہے، قبرستانوں کو اولادِ آدم نسل انسانی، بلاتمیز رنگ و نسل، قوم و ملک، دین و مذہب، کلچر و تمدن اور بلاتفریق مرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان اپنی جانیں دے کر، اپنی جان سے گزر کر، اپنی زندگیوں کا چراغ گُل کر کے، اپنے بچوں کو یتیم، بیویوں اور سہاگنوں کو بیوہ، بوڑھے والدین کو بے سہارا چھوڑ کر آباد کرتے ہیں، بساتے ہیں، سجاتے ہیں، اس کی رونق، اس کی آبادی اور مردم شماری بڑھاتے ہیں، لیکن معلوم نہیں یہاں پھر بھی ویرانی کے بسیرے کیوں ہوتے ہیں؟ ؎

اے قبرستان! تجھ میں اتنی ویرانی کیوں ہے ہم تو تجھے آباد کرتے ہیں جانیں دے کر

حالانکہ شاہ و گدا، امیر و غریب، خوشحال و بدحال، تاج دار و عیال دار، غنی و فقیر، سب عید کی طرح نہا دھو کر، کپڑے بدل بدل کر، خوشبوؤں میں بس کر ادھر کا رُخ کرتے ہیں۔ ؎

الٰہی ملک عدم میں کیا عید ہو رہی ہے چلے جاتے ہیں، جانے والے کپڑے بدل بدل کر

لوگ یہاں آ رہے ہیں مسلسل، ہر لمحہ، ہر گھڑی، ہر ساعت، ایک تانتا بندھا ہوا ہے۔ ؎

آباد ہے کس قدر عدم کی شاہراہ ہر دم ہے مسافروں کا تانتا لگا ہوا

تو ہر قبر پر روئے گا؟

میرے بوڑھے والد جب سے فوت ہوئے ہیں، مجھے ہر قبر سے انسیت و مانوسیت سی ہوگئی ہے، اس ایک قبر کی وجہ سے جو شاہراہ ریشم کے کنارے اچھڑیاں اور کوٹلی پائیں کے درمیان واقع ہے۔ [1]

---

[1] **ایک خواب:** عشاء کے بعد میں نے سفرنامے کی یہ قسط لکھی، مکلی قبرستان اور اپنے ابا جی کی یاد میں متمم کے مرثیہ کے مذکورہ بالا اشعار لکھے، اگلے دن فجر کی نماز پڑھا کر کچھ تلاوت کر کے لیٹا، آنکھ لگی، ابا جی کو خواب میں دیکھتا ہوں، کہ ایک جگہ میں، میں ان کا ہاتھ تھامے ہوئے، اور سہارا دیئے ہوئے ہوں، اور ہم زینے سے چڑھ رہے ہیں، سیڑھیوں پر کچھ اندھیرا ہے، اندازے سے اوپر چڑھ رہے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ:

ابا جی! تُسی میرے توں خوش ہوناں؟ جواب دیتے ہیں، ہلکا تبسم کرتے ہوئے، لے، ایہہ وی کوئی پُچھن والی گل ہیگی،

پھر پوچھتا ہوں، ابا جی تُسی ساڈے واسطے دعا کر دے ہوناں؟ زیرِ لب مسکراتے ہیں، اور خاموش رہتے ہیں۔

اتنی دیر میں ہم زینہ چڑھ کر اوپر پہنچ جاتے ہیں، اوپر مسجد کا منظر ہے، مسجد غفران کا، اور ابھی ابھی مغرب کی اذان مؤذن نے ختم کی ہے،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

متمم بن نویرہ یربوعی نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ کے ان اشعار میں صرف اپنے صدمے اور [1] دکھ کی ہی نہیں، شائد اور بہت سوں کے جذبات کی ترجمانی بھی کی ہے۔

لقد لامنی عند القبور البکاء　　رفیقی لتذراف الدموع السوافک

فقال ابتکی کل قبر رایتہ　　لقبر سوی بین اللویٰ فالد کادکٖ

فقلت لہ ان الشجا یبعث الشجا　　فدعنی فھٰذا کلہ قبر مالکٖ

ترجمہ: قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے، میرے رونے اور نہ تھمنے والے آنسوؤں پر میرے رفیق اور دوست نے مجھے ملامت کی، اور کہا، تو ہر قبر کو دیکھ کر رویا کرے گا، اس ایک قبر کو یاد کر کے جو مقام لوی اور دکادک کے درمیان ہے؟ تو میں نے اسے جواب دیا کہ غم کو تازہ کرتا ہے، تو مجھے میرے حال پر چھوڑ، میرے لئے یہ سب مالک کی قبریں ہیں۔ [2]

متمم کے ایک مرثیہ کے یہ اشعار بھی ضرب المثل ہیں: ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مجھے خیال آتا ہے کہ میں نے نماز پڑھانی ہے، لوگ منتظر ہوں گے، میں ابا جی سے پوچھتا ہوں، کیونکہ وہ بیمار محسوس ہوتے ہیں، ابا جی! تو اڈے لئی کرسی رکھ دیاں؟ منع کر دیتے ہیں، میں مسجد کے ہال میں داخل ہوتا ہوں، تو نماز کھڑی ہو چکی ہے، مغرب کی نماز میں پڑھتا ہوں، ابا جی معلوم نہیں، مسجد میں کس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں، نماز سے فارغ ہو کر میں مسجد کے محراب والے حصہ کی طرف جاتا ہوں، اور بعض احباب جو وہاں موجود ہیں، اُن سے کہنا چاہتا ہوں کہ عیدالاضحیٰ کی چند چھٹیاں ہیں، مجھے سفر پہ جانا ہے، تم نے مسجد کی ذمہ داری سنبھالنی ہے۔

لیکن ابھی بات نہیں کی کہ دیکھتا ہوں ابا جی مسجد کے دروازے سے نکل کر بڑے خوش خوش اور جھومتے ہوئے، ادارہ غفران کے دارالافتاء کی طرف جاتے ہیں، جہاں حضرت مفتی محمد رضوان صاحب کی نشست ہوتی ہے، مجھے اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ابا جی غائب ہو جائیں گے، میں تیز چل کر ابا جی کی طرف آتا ہوں، دور سے دیکھا کہ وہ دارالافتاء کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے، لیکن ان کے پیچھے بھاگ کر جب میں دارالافتاء کا دروازہ کھولتا ہوں تو وہ اندر موجود نہیں، میں پریشان ہو جاتا ہوں، پھر ساتھ چھوٹے دارالافتاء کی طرف آتا ہوں، جہاں میری اور مفتی محمد یونس صاحب کی نشست ہے، وہاں بھی ابا جی نہیں، تو افسوس اور دکھ میرے اندر بھر جاتا ہے، اور میرے منہ سے ایک دردناک آواز نکلتی ہے، پس میں جاگ جاتا ہوں، پونے آٹھ بج رہے ہوتے ہیں۔ ؎

نیک سیرت نیک طینت دین کا داعی رہا　　وقف تیری زندگانی تھی برائے علم دین

تھا لطیف ایک نجم تابندہ سماء علم کا　　خلد میں تیری روح آسودہ ہوگی بالیقیں

[1] مالک بن نویرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتنہ ارتداد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک صحابی حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا، اس کے بھائی متمم نے اس کی جدائی کا غیر معمولی اثر لیا، اور نظم و نثر میں اس کی جدائی پر ان جذبات کا اظہار کیا، جو عربی ادب کا شاہکار، ہیں، ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو "الکامل لابن الاثیر"

[2] یہ اشعار ابوتمام حبیب بن اوس طائی (۱۸۸ھ تا ۲۳۲ھ) نے اپنے مشہور دیوان حماسہ میں متمم کے مرثیہ کے ذیل میں بھی نقل کئے ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

و کنا کندمانی جذیمة حقبة   من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تصرقنا کانی و مالکا   لطول الاجتماع لم نبت لیلة معا

ترجمہ: ہم دونوں (بھائی متمم اور مالک) جزیمہ (بادشاہ عراق) کے دو مقرب درباری مشیروں ۱؎

کی طرح ایک طویل زمانے تک اکھٹے رہے، یہاں تک کہ کہا جانے لگا یہ کبھی جدا نہ ہوں گے، پھر جب موت نے ہم دونوں کو جدا کر دیا، تو اتنے طویل زمانے تک اکٹھا رہنے کے باجود ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا ہم نے ایک رات بھی اکٹھے نہیں گزاری۔ ۲؎

ڈرون ٹیکنالوجی اور خودکش جیکٹوں کے عہد کا ایک المیہ

میں اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جوانی میں بوڑھے باپ کے جنازے کو، جسد عنصری کو کندھا دیا، اور اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ بڑھاپے میں جوانوں کا غم دیکھوں۔

کیونکہ ڈرون ٹیکنالوجی، خودکش جیکٹوں، اور ٹارگٹ کلنگ کے عہدِ رواں کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ آج بوڑھے والدین جوان اولاد کے لاشوں کے ٹکڑے ڈھونڈتے، سمیٹتے، کفناتے، دفناتے، کاندھا دیتے، اور قبروں میں اتارتے اتارتے اور اندر ہی اندر گھلتے، پگلتے، ٹوٹتے، بکھرتے ایک دن چپ چاپ خود بھی کسی قبر میں اتر کر آسودہ خواب ہو جاتے ہیں، کسی نے بجا کہا ہے کہ جب جوان اولاد بوڑھے والدین کی میت کو کندھا دے، تو یہ زندگی ہے، اور جب بوڑھے والدین جوان اولاد کے گھوارے کو کندھا دیں، تو یہ موت ہے، ہاں زندگی نما موت یا موت نما زندگی۔ ؎

زندگی ہے یارب یا کوئی قیامت ہے   اس جینے کے ہاتھوں تو ہم مر چلے

آج میرے ملک کا، پامیر اور ہندوکش کے آر پار اس پوری لڑی کا عمومی منظر نامہ، وقت کے طواغیت اور زمانے کے فراعنہ و نمارده اور دجاجلہ کی منحوس ڈپلومیسی اور ہوسِ جہانبانی کے ہاتھوں یہ بن چکا ہے کہ بحر ہند کے ساحل کراچی سے لے کر دریائے آمو کے کنارے تک خانہ جنگی بپا ہے، کشت و خون، دار و گیر، اور قتل و

۱؎ جزیمہ زمانہ قبل الاسلام میں عراق کا کوئی بادشاہ گزرا ہے، جس کے دو درباری مقربین میں بڑا یارانہ، دوستانہ تھا، ان کی یہ دوستی اس حد تک تھی کہ دنیا میں ضرب المثل بن گئی۔

۲؎ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمان کی جدائی پر اپنے جذبات کے اظہار میں متمم کے یہی مذکورہ اشعار پڑھے تھے (جیسا کہ سنن ترمذی کتاب الجنائز کی روایت میں یہ واقعہ مذکور ہے، ملاحظہ ہو)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

غارت کا رستاخیز منظر رونما ہے، کراچی میں روزانہ دسیوں، بیسیوں، نشانہ بند لاشیں، گرتی ہیں، خیبر و پشاور میں خودکش جیکٹوں سے ابناء وطن کے پرخچے اڑتے ہیں، فاٹا کے طول و عرض میں ڈرون نامی دجالی اڑن کھٹولے قوم کے مرد و زن، پیر و جوان کو تاک تاک کر نشانہ بناتے اور ان کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔

مکلی قبرستان کے بارے میں تاریخی روایات عہد بعہد ایک ملین انسانوں کے یہاں تہہ خاک آسودہ خواب ہونے کی خبر دیتے ہیں، جن میں امیر و غریب، شاہ و گدا، اولیاء و مشائخ، علماء و صلحاء، فاتحین و مفتوحین، مقامی و بیرونی، دیسی، بدیسی، سب طبقات شامل ہیں۔

یہ سب بجا لیکن آج جن اندھے بہرے فتنوں، ابتلاؤں اور بلاؤں میں ہم گھرے ہوئے ہیں، اس نے اس پورے خطے کو ایک وسیع مکلی قبرستان بنا دیا، جہاں ابناء وطن گاجر مولی کی طرح روزانہ کٹ رہے ہیں، اور پیوند زمین ہو رہے ہیں۔

مکلی قبرستان کی تاریخ اور جغرافیے کے بہت کچھ اوراقِ پریشانی ابھی ہم نے پلٹنے ہیں۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

بسلسلہ :تاریخی معلومات 6 مولانا طارق محمود

ماہِ شوال: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۵۵ھ: میں حضرت ابوالمظفر محمد بن احمد بن علی بن حسین ہاشمی عباسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۵۹)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۵۶ھ: میں حضرت ابومحمد، محمد بن احمد بن عبدالکریم بن محمد بن مادح تمیمی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۹۱)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۵۶ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علوی بن محمد بن زید بن عمرہ ہاشمی حارثی کوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۳۳)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۶۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن رفاعہ بن غدیر بن علی بن ابوعمر بن ابوذیال بن ثابت بن نعیم سعدی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۴۳۶)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۶۴ھ: میں حضرت ابواحمد معمر بن عبدالواحد بن رجاء بن عبدالواحد بن محمد بن فاخر بن احمد قرشی عبشمی سمری اصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۴۸۷)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۶۴ھ: میں حضرت ابومروان عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالملک بن قزمان قرطبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۵۱۸)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۶۴ھ: میں حضرت ابومحمد علیم بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ قرشی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۵۱۹)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۶۸ھ: میں حضرت ابوجعفر محمد بن حسن بن حسین اصبہانی صیدلانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۵۳۱)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۷۰ھ: میں حضرت ابوالطاہر اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن بن ابوبکر بن ہبۃ اللہ انصاری مصری شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۲ ص۱۷۳)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۷۱ھ: میں حضرت ابوجعفر ہبۃ اللہ بن یحییٰ بن حسن واسطی بوقی عطار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۴۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00922515507530

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۸۱ھ: میں حضرت ابوسعد محمد بن عبدالواحد بن عبدالوہاب بن حسین اصبہانی صائغ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۳۰)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۸۵ھ: میں حضرت ابوطالب مبارک بن مبارک بن مبارک کرخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۲۲۶)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۸۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابوسعود مبارک بن حسین بن طالب حربی حلاوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۳۱)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۸۷ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالرحمٰن بن علی بن مسلم لخمی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۹۷)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۸۷ھ: میں حضرت ابوالبرکات نجم الدین محمد بن موفق بن سعید خبوشانی شافعی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۲۰۷)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۹۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم مجیر الدین محمود بن مبارک بن علی بن مبارک واسطی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۲۵۶)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۹۳ھ: میں حضرت ابوالقاسم یعیش بن صدقہ فراتی ضریر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۰۱)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۹۵ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالخالق بن ہبۃ اللہ بن قاسم بن منصور حریمی بندار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۲۹)

r ......ماہِ ذیقعدہ ۵۹۶ھ: میں حضرت ابوالفتح شہاب الدین محمد بن محمود بن محمد خراسانی طوسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۳۸۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

علم کے مینار

مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اصل نام احمد ہے، اور آپ کے والد کا نام محمد تھا، جبکہ آپ کے دادا کا نام حنبل تھا، عام طور پر آپ کے نام کے ساتھ آپ کے دادا حنبل کا نام استعمال کیا جاتا ہے، اور آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ حدیث کے علم میں بڑا مقام رکھتے ہیں، اور آپ کا شمار ائمۂ اربعہ میں سے ہوتا ہے، آپ کا آبائی علاقہ بصرہ ہے، اور آپ عربی النسل ہیں، آپ کے دادا حنبل بن ہلال بصرہ سے خراسان منتقل ہو گئے تھے، جہاں وہ سرخس علاقہ کے حاکم بھی رہے، اور آپ کے والد محمد بن حنبل مرو علاقہ کے فوجی تھے، آپ کی والدہ مرو سے بغداد زمانۂ حمل میں آئی تھیں۔

مقدمة الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص ۳۸، وتاریخ بغداد، ج ۵، ص ۱۸۱

امام احمد بن حنبل کی ولادت بغداد میں ۱۶۴ھ میں ہوئی، روایت ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے والد محمد بن حنبل جوانی میں ہی تیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے تھے، اس وقت امام صاحب کے بچپن کا زمانہ تھا، اس لئے آپ کی تربیت آپ کی والدہ نے کی، آپ نے بغداد میں ہی نشوونما پائی، اور بغداد سے ہی ابتدائی علم حاصل کیا، پھر آپ نے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام وغیرہ میں جا کر اُس زمانہ کے اکابر اہلِ علم سے مزید علم حاصل کیا۔

آپ نے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے اہلِ علم سے استفادہ کیا، جن میں قاضی ابو یوسف (ولادت ۱۱۳ھ، وفات ۱۸۲ھ) امام شافعی، یعنی محمد بن ادریس (ولادت ۱۵۰ھ، وفات ۲۰۴ھ) اسماعیل بن علیہ، ہشیم بن بشیر، حماد بن خالد خیاط، منصور بن سلمہ خزاعی، مظفر بن مدرک، عثمان بن عمر بن فارس، ابونضر ہاشم بن قاسم، ابوسعید، محمد بن یزید، یزید بن ہارون واسطیین، محمد بن ابوعدی، محمد بن جعفر غندر، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، بشر بن مفضل، محمد بن بکر برسانی، ابوداؤد طیالسی، روح بن عبادہ، وکیع بن جراح، ابومعاویہ ضریر، عبداللہ بن نمیر، ابواسامہ، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سلیم طائفی، ابراہیم بن سعد زہری، عبدالرزاق بن ہمام، ابوقرہ موسیٰ بن طارق، ولید بن مسلم، ابومسہر دمشقی، ابویمان، علی بن عیاش، بشر بن

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

شعیب بن ابوحمزہ حمصیین جیسے جلیل القدر اہلِ علم قابلِ ذکر ہیں (تاریخ بغداد، ج۵،ص۱۷۸، وص۱۸۱)

جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جن اہلِ علم نے استفادہ کیا، اُن میں امام بخاری محمد بن اسماعیل (ولادت۱۹۴ھ، وفات ۲۵۶ھ) امام مسلم بن حجاج نیسابوری (ولادت۲۰۴ھ، وفات ۲۶۱ھ) امام ابوداؤد سجستانی (ولادت۲۰۲ھ، وفات۲۷۵ھ) آپ کے دو بیٹے، صالح، اور عبداللہ کے علاوہ، آپ کے چچازاد بھائی حنبل بن اسحاق، یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم رازیان، حسن بن صباح بزار، محمد بن اسحاق صاغانی، عباس بن محمد دوری، محمد بن عبیداللہ منادی، ابوبکر اثرم، ابوبکر مروزی، یعقوب بن شیبہ، احمد بن ابوخیثمہ، ابوزرعہ دمشقی، ابراہیم حربی، موسیٰ بن ہارون، عبداللہ بن محمد بغوی اور دیگر کئی بڑے بڑے اہلِ علم حضرات شامل ہیں۔

تاریخ بغداد، ج۵، ص۱۷۸، وص۱۷۹، وسیراعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۸۲.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سولہ سال کی عمر میں حدیث کا علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا، یہ۱۷۹ھ کا زمانہ تھا، حدیث کی کتابت سب سے پہلے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام ابویوسف رحمہ اللہ سے کی، جو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خاص شاگرد تھے۔

تھذیب الکمال للمزی، ج۱، ص۴۴۶، وص۴۴۷، وتاریخ بغداد ج۵، ص۱۸۱، وص۱۸۲، ومقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱، ص۳۸.

۱۷۹ھ میں ہی عظیم محدث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (ولادت ۱۱۸ھ، وفات ۱۸۱ھ) بغداد تشریف لائے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی مجلس میں پہنچے تو وہ روم کی طرف جہاد کے لئے جاچکے تھے، اس وجہ سے اُن سے استفادہ نہ کر سکے۔ [1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا حدیث کی سند میں جو مقام اور مرتبہ ہے، اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ (ولادت۱۹۴ھ، وفات ۲۵۶ھ) جیسے حدیث کے جلیل القدر امام نے بھی اپنی جامع صحیح بخاری میں براہِ راست امام احمد بن حنبل سے روایت نقل کی ہے۔ [2]

اسی طرح امام مسلم (ولادت۲۰۴ھ، وفات۲۶۱ھ) نے بھی صحیح مسلم میں اور امام ابوداؤد (ولادت۲۰۲ھ،

---

[1] مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱، ص۳۸، وص۳۹، وسیراعلام النبلاء، ج۸، ص۳۷۸، وص۴۱۸، تحت ترجمۃ: عبد اللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی.

[2] قال لنا أحمد بن حنبل :حدثنا یحیی بن سعید، عن سفیان، حدثنی حبیب، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس :حرم من النسب سبع، ومن الصھر سبع ثم قرأ :(حرمت علیکم أمھاتکم (بخاری، باب ما یحل من النساء وما یحرم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

وفات ۲۷۵ھ) نے ابوداؤد میں براہِ راست امام احمد بن حنبل سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ [1]
جبکہ امام ترمذی (ولادت ۲۰۹ھ، وفات ۲۷۹ھ) اور امام ابنِ ماجہ (ولادت ۲۰۹ھ، وفات ۲۷۳ھ) نے محض ایک واسطہ سے امام احمد بن حنبل سے حدیث روایت کی ہے۔ [2]

صحاحِ ستہ کے علاوہ احادیث کے دیگر ذخیروں میں بھی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے منقول احادیث وروایات بکثرت موجود ہیں، بلکہ خود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اپنی سند سے حدیث کا ایک عظیم الشان ذخیرہ مسند احمد کے نام سے مشہور ومعروف ہے، مسند احمد میں جمع کردہ حدیثوں کی تعداد کے بارے میں مشہور تو یہ ہے کہ اس میں چالیس ہزار حدیثیں ہیں، لیکن بعض حضرات نے مکرر احادیث ختم کر کے مسند احمد میں تقریباً تیس ہزار حدیثیں شمار کرائی ہیں، اپنے اس عظیم الشان حدیث کے ذخیرہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کرتے تھے کہ اس مسند کو حفظ کرلو، کیونکہ عنقریب لوگوں کو اس سے بہت رہنمائی حاصل ہوگی، نیز امام ابوموسیٰ مدینی شافعی (ولادت ۵۰۱ھ، وفات ۵۸۱ھ) نے خصائصِ مسند احمد کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے، جس میں انہوں نے مسند احمد کے خواص وامتیازات تحریر فرمائے ہیں (سیراعلام النبلاء، ج۱۱، ص۳۲۷، وخصائص مسند احمد، لابی موسیٰ المدینی، صفحہ۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو حدیث اور علم کے ساتھ اس قدر شغف تھا کہ انہوں نے اس وجہ سے قاضی کے عہدہ اور منصب کو بھی ٹھکرادیا، چنانچہ روایت ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے اس وقت کے گورنر نے یمن کے قاضی کے عہدہ کے لئے کسی سنت کے پیروکار شخص کے بارے میں معلوم کیا، تو امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا نام پیش کردیا، پھر جب امام شافعی نے امام صاحب موصوف سے اس کا تذکرہ

---

[1] حدثنا أحمد بن حنبل، حدثنا معتمر بن سليمان، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر :أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يعرض راحلته وهو يصلي إليها (مسلم، باب الصلاة إلى الراحلة)

حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل، والحسن بن علي، قالا :حدثنا عبد الرزاق، قال أحمد: حدثنا معمر، أخبرني أشعث، وقال الحسن :عن أشعث بن عبد الله، عن الحسن، عن عبد الله بن مغفل، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا يبولن أحدكم في مستحمه ثم يغتسل فيه قال أحمد :ثم يتوضأ فيه فإن عامة الوسواس منه (ابوداؤد، باب في البول في المستحم)

[2] وروى :أبو داود، والنسائي، والترمذي، وابن ماجه، عن رجل، عنه (سيراعلام النبلاء، ج ١١، ص ١٨١، تحت ترجمة: أحمد بن حنبل أبو عبد الله)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

کیا، تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس عہدہ سے معاف رکھئے، اگر میں نے دوبارہ آپ سے یہ بات سُنی تو آپ مجھے اپنے پاس نہیں پائیں گے، میں شہر چھوڑ جاؤں گا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۲۲۴)

امام شافعی (جن سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے احادیث روایت کی ہیں) نے بھی امام احمد بن حنبل کی تعریف وتوصیف فرمائی ہے، اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حدیث کے علم میں بلند مقام اور مرتبہ کا اعتراف فرمایا ہے، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! تم محدثین کے نزدیک جو کوئی حدیث صحیح ہو، تو ہمیں بھی بتا دیا کرو، تاکہ ہم بھی اسی حدیث کو اختیار کرلیں، تم محدثین کی جماعت صحیح احادیث کو ہمارے سے زیادہ جانتے ہو (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۲۱۳، وص۲۱۴)

حرملہ کا بیان ہے کہ امام شافعی نے بغداد سے جانے کے بعد فرمایا کہ میں نے بغداد سے نکلتے وقت اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے زیادہ افضل، اور بڑا عالم، اور بڑا فقیہ، اور بڑا متقی نہیں چھوڑا، اور مزنی کا بیان ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے بغداد میں ایک ایسا جوان (یعنی امام احمد بن حنبل) دیکھا ہے کہ جب وہ حدیث بیان کرتا ہے، تو سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ سچا آدمی ہے، اور زعفرانی کا بیان ہے کہ امام شافعی نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے احمد بن حنبل، اور سلیمان بن داؤد، اور ہاشمی سے زیادہ سمجھدار آدمی نہیں دیکھے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۹۵)

ہیثم بن جمیل نے جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا تو کہا کہ اگر انہیں لمبی زندگی حاصل ہوئی، تو یہ اپنے زمانے کے لوگوں کے مقتداء ہوں گے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۹۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بلند مقام کی وجہ سے بہت سے اکابر اہلِ علم حضرات بھی امام صاحب موصوف کی عظمت اور توقیر کیا کرتے تھے، جن میں امام یحییٰ بن معین جیسے اہلِ علم بھی شامل ہیں (تاریخ بغداد، ج۵، ص۱۸۲)

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے زیادہ کوئی فقیہ اور متقی نہیں دیکھا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۹۵)

امام قتیبہ نے امام صاحب موصوف کے بارے میں فرمایا کہ اگر امام احمد نہ ہوتے، تو لوگ دین میں بہت سی بدعتیں پیدا کردیتے، امام احمد دنیا کے امام ہیں (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۹۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی سنت کی اتباع میں یہ حالت تھی کہ مروزی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام احمد نے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

مجھ سے فرمایا کہ میں نے جو حدیث بھی لکھی ہے، تو حدیث لکھنے سے پہلے اس پر عمل بھی کیا ہے، یہاں تک کہ جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث دیکھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنا لگوایا، اور پچھنا لگانے والے ابوطیبہ کو ایک دینار دیا، تو میں نے بھی جب پچھنا لگوایا، تو پچھنا لگانے والے کو ایک دینار دیا

(سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۲۱۳)

مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے غریب آدمی کو جتنا معزز امام احمد کے درس میں دیکھا، اُتنا کہیں اور نہیں دیکھا، وہ غریبوں کی طرف متوجہ رہتے تھے، اور اہلِ دنیا سے بے رُخی اختیار کرتے تھے، اُن میں بُردباری کی صفت تھی، آپ جلد باز نہیں تھے، بلکہ بہت متواضع تھے، سنجیدگی اور وقار آپ سے ظاہر ہوتا تھا، جب آپ عصر کے بعد فتویٰ دینے کے لئے بیٹھتے، تو جب تک کوئی سوال نہ کرلیتا، آپ گفتگو شروع نہیں فرماتے تھے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۲۱۸)

عباس بن ولید نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی شکل وصورت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ خوبصورت چہرے والے تھے، آپ کی ڈاڑھی میں چند کالے بال تھے، میں نے آپ کو موٹے سفید کپڑوں میں دیکھا، اس وقت آپ نے عمامہ باندھا ہوا تھا (تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، ولد۳۹۲)

حمدان بن علی فرماتے ہیں کہ امام احمد کا لباس موٹی اُون پر مشتمل ہوتا تھا، آپ گرمیوں، سردیوں میں سادہ لباس پہنتے تھے، کبھی ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھتے تھے، اور کبھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی پہن لیتے تھے، آپ کا لباس فخر وتفاخر پر مشتمل نہیں ہوتا تھا۔ [1]

امام صاحب موصوف کے بیٹے عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو اپنے منہ سے بوسہ دیتے ہوئے، اور اپنی آنکھوں پر رکھتے ہوئے دیکھا، اور میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو پانی میں ڈال دیتے تھے، اور پھر بیماری سے شفاء حاصل کرنے کے لئے اس پانی کو پی لیتے تھے۔

---

[1] قال حمدان بن علی :لم یکن لباس أحمد بذاک، إلا أنه قطن نظیف .وقال الفضل بن زیاد :رأیت علی أبی عبد الله فی الشتاء قمیصین وجبة ملونة بینهما، وربما قمیصا وفروا ثقیلا، ورأیته علیه عمامة فوق القلنسوة، وکساء ثقیلا .فسمعت أبا عمران الورکانی یقول له یوما :یا أبا عبد الله، هذا اللباس کله؟فضحک، ثم قال :أنا رقیق فی البرد، وربما لبس القلنسوة بغیر عمامة.قال الفضل بن زیاد :رأیت علی أبی عبد الله فی الصیف قمیصا وسراویل ورداء ، وکان کثیرا ما یتشح فوق القمیص (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۲۲۰، تحت ترجمة: أحمد بن حنبل أبو عبد الله)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

تذکرۂ اولیاء (باپُو کے چرنوں میں) مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حیاتِ لطیف الامت (آٹھویں وآخری قسط)

اندازِ درس وتدریس

آپ کی پڑھنے پڑھانے کی صلاحیت اور لیاقت بہت عمدہ تھی، مدت العمر کے تدریسی تجربے نے اس صلاحیت کو خوب خوب نکھار دیا تھا، ادب ولٹریچر میں ایک اصطلاح ''سہلِ ممتنع'' استعمال ہوتی ہے، جو نظم یا نثر میں ایسے شہ پاروں اور جواہر پاروں کے لئے استعمال ہوتی ہے کہ بظاہر بالکل رواں اور سادہ نظم ونثر ہوتی ہے، لیکن اس کے پیچھے فنی اصول پوری طرح ملحوظ اور کار فرما ہوتے ہیں، سننے یا پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ یہ عام بیانیہ اور فی البدیہہ گفتگو یا نظم ونثر ہے، لیکن اس کی نقل یا چربہ اتارنے لگیں، تو دانتوں کو پسینے آجائیں، بعض باکمال سخن وراور ادیبوں میں یہ ملکہ فطری ہوتا ہے، وہ صاحبِ طرز انشاء پرداز یا شاعر ہوتے ہیں، اپنی طرز اور اسلوب خود ایجاد کرتے ہیں، پھر زمانہ ان کے طرز کی پیروی کرتا ہے، وہ اپنی راہیں خود تراشتے ہیں، بعد والے ان راہوں پہ چلنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، سید سلیمان ندوی مرحوم نے خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم پر اپنے ایک مضمون میں خواجہ کی شاعری کو، خصوصاً ان کی مسدس کو، سہل ممتنع کی بہترین مثال قرار دیا ہے، مسدس پڑھیں تو بالکل رواں اور فی البدیہہ باتیں معلوم ہوتی ہیں، لیکن فکر وفن سے بھرپور ولبریز ہیں، اور اسلام کے عروج وزوال کی تاریخ کا اس میں مرثیہ بھی ہے اور قصیدہ بھی، تاریخ اسلام پر تبصرہ بھی ہے، اور امت کی موجودہ زبوں حالی کا تجزیہ بھی۔

حالی کا یہ ذیل کا شعر کتنا رواں، فی البدیہہ اور سیدھا سادا ہے؟ لیکن حفیظ جالندھری جیسا باکمال شاعر، پاکستان کے قومی ترانے کا تخلیق کار، اس ایک شعر پہ جھوم جھوم جاتا ہے، اور اس پر پورے پورے دیوان وارنے پر تیار ہو جاتا ہے ؎

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا   دعائے خلیل اور نوید مسیحا

یا مومن خان مومن کا یہ شعر بظاہر کتنا سادہ اور رواں ہے، مگر غالب جیسا سخنور، جس کا کلام اردو شاعری کی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

معراج ہے،اس کی تاثیراور گہرائی ومعنویت پہ وجد میں آ جاتا ہے ؎

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

شیخ سعدی جیسا باکمال سخنور، جس نے پند ونصیحت اوراخلاقی تعلیمات جیسے خشک اور پامال موضوع میں اپنی شاعری کے زور پر وہ گلکاریاں کی ہیں کہ اس کی گلستاں بوستاں، گزشتہ سات سو سال سے سدا بہار اور لازوال شاہکار ہیں، کتنوں نے اس کے چربے اتارے، اورنقل کی،لیکن گلستاں بوستاں کی سہل ممتنع نظم و نثر کے سامنے یہ سب سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ثابت ہوئے ع

چراغ مردہ کجا، چشمۂ آفتاب کجا

سعدی کا یہ شعر کتنا سادہ اورر واں ہے،لیکن فنِ عروض کے قوانین سے آزاد نہیں ؎

دیدہ ودل سعدی ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

نیز یہ نعتیہ رباعی بھی

بلغ العلیٰ بکماله
کشف الدجیٰ بجماله

حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه و آله

یہ سعدی کے فارسی کے ساتھ ساتھ عربی میں بھی سہل ممتنع کے تخلیق کار ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

سعدی کے اس مذکورہ نعتیہ عربی جواہر پارے کو زمانے نے سر آنکھوں پر رکھا۔

کہہ یہ رہا تھا کہ آپ کے درس وتدریس کے انداز واسلوب کو،مہارت اور لیاقت کو''سہل ممتنع'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

عصری سکولوں اور دینی مدارس ، دونوں جگہ دینی علوم وعصری مضامین،لغت و بلاغت،منطق وفلسفہ،اور تاریخ وادبیات،علم وفن کے ان تمام دائروں اور صیغوں میں آپ کی درس وتدریس کی مشغولیت نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ ع

یہ نصف صدی کا قصہ ہے،دو چار برس کی بات نہیں

درس وتدریس سے فطری مناسبت،علمی قابلیت اور وسعتِ مطالعہ کے علاوہ طویل تدریسی ممارست وتجربہ نے آپ کے حلقہ درس میں بڑی رونق اور جاذبیت پیدا کی تھی،سادہ اورر واں انداز تدریس میں،سیدھی سادی درسی تقریر میں معنویت کا یہ عالم تھا کہ علم وفن کی شائد ہی کوئی شاخ ہو، جوحسبِ موقعہ زیرِ بحث نہ آتی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

ہو، اوراس پر معلومات کا انبار آپ نہ لگا دیتے ہوں۔
اگر کوئی تدریس کے اس سیدھے اور سادے انداز کی نقل اتارے، تو مطالعہ کی وہ وسعت، علم کی وہ گہرائی، معلومات کی وہ فراوانی، مختلف علم وفنون سے وہ مناسبت کہاں سے لائے گا، جو اس کی اصل روح ہے، اور اس میں پوری طرح سرایت وپیوست ہے۔

امت اور ملت کا درد

چوٹ لگے کسی کو تڑپتے ہیں ہم امیر   سارے جہاں کا درد گویا ہمارے جگر میں ہے

اس شعر کے مصداق دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے لئے آپ فکر مند رہتے، اور مسلم امہ کے مصائب ومشکلات پر کڑھتے، جو اپنوں یا غیروں کی چیرہ دستیوں کا شکار ہو کر ابتلاء وآزمائش کے دور سے اور رنج ومحن کے مرحلوں سے گزر رہے ہوتے، اپنی مجالس میں مسلمانوں کے احوالِ حاضرہ کا کثرت سے تذکرہ کرتے، مظلوم مسلمانوں کے لئے بہت دعائیں کرتے، مسلمانوں کے موجودہ بگاڑ اور دین سے دوری پر بھی کڑھتے، مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں، مسلمانوں کے ریاستی سسٹم اور نظام میں اللہ ورسول کے احکام، اسلامی شعائر وروایات اور دینی اقدار کے مضمحل ہونے، مٹنے پر دکھیا ہوتے، آپ کی مجلسوں میں، دینی بیانات میں بات گھوم پھر کر ان موضوعات پر آجاتی تھی، پھر دیر تک مسلمانوں کے مجموعی بگاڑ اور مجموعی زوال وانحطاط کا تذکرہ کرتے رہتے۔ ؎

زدردِ دیں ہمہ پیرانِ راہ را   جگرہا خستہ دلہا کباب اند

بندہ انہی سطور پر اپنے مرحوم والد کے سوانح کو ختم کرتا ہے، اور اللہ سے دعاء کرتا ہے کہ اللہ کے ایک نیک بندے، منبر ومحراب کے ایک بے لوث خادم، شریعتِ محمدیہ کے ایک غیور اور دردِ دل کے حامل ترجمان، اللہ کے نبی کے ایک اچھے اور سچے وارث کے یہ عمدہ اوصاف واحوال جن میں ایک مسلمان کے لئے دینی رہنمائی کا کافی کچھ سامان ہے، خود میرے لئے اور پڑھنے سننے والے ہر مسلمان کے لئے قبر وآخرت کی فکر، اعمالِ صالحہ کے ذوق وشوق اور دینی ترقیات کا باعث بنائے کہ کہا گیا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کا تذکرہ کرتے (کہتے یا سنتے) وقت اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔
اور اولیاء اللہ کا تذکرہ خدائی لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، جس سے اللہ اپنے بندوں کی امداد فرماتا ہے، اور جن کو چاہتا ہے اس تذکرہ سے ہدایت دیتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ذیل کے قطعات والد مرحوم کی رحلت پر میرے ماموں جناب ماسٹر عبدالحلیم احقر صاحب نے موزوں کئے ہیں۔

الوداع عبداللطیف	;	اے رونق ہر بزمِ دیں
الوداع اے بدرِ کامل	;	دینِ حق دینِ مبیں
بے تو اندر دارِ دنیا تیرگی خواہد فزود	;	اے کہ بودی شمع روشن بزم ہائے اہلِ دیں
نیک سیرت نیک طینت	;	دین کا داعی رہا
وقف تیری زندگانی	;	تھی برائے علمِ دیں
تھا لطیف ایک نجمِ	;	تابندہ سماءِ علم کا
خلد میں تیری پاک	;	روح آسودہ ہوگی بالیقین

;

بندہ نے عیسوی تقویم کے مطابق اعداد ابجد کے لحاظ سے

ذیل کی تاریخِ وفات نکالی ہے۔

اَوّٰبٌ مُّنِیۡبٌ هُوَ فِیۡ عِیۡشَةٍ رَّضِیَةٍ

15 102 11 90 780 1015

2013ء

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

مقروض کا جنت کے دروازے پر روک لیا جانا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ:

هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ، قَالُوْا : نَعَمْ، قَالَ : إِنَّ صَاحِبَكُمْ مُحْتَبَسٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فِيْ دَيْنٍ عَلَيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۱۲۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی تو نماز کے بعد فرمایا کہ کیا یہاں فلاں قبیلے کا کوئی آدمی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی موجود ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا ساتھی (جو فوت ہوگیا ہے) اپنے اوپر ایک قرض کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک لیا گیا ہے (مسند احمد)

اور ایک دوسری روایت میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدّٰى عَنْهُ حَتّٰى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۳۴۱، باب في التشديد في الدين)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد) میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے اس (فوت شُدہ مقروض آدمی) کا قرض ادا کردیا، یہاں تک کہ اس (فوت شُدہ مقروض) سے کوئی قرض کا مطالبہ کرنے والا آدمی نہ رہا (ابوداؤد)

اس حدیث سے زندوں میں سے کسی کی طرف سے مقروض ہوکر فوت ہوجانے والے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرنا ثابت ہوا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

آخرت میں مقروض کی نیکیوں کا قرض خواہ کو دیا جانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، أُخِذَ لِصَاحِبِهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ، لَا دِينَارَ، ثَمَّ وَلَا دِرْهَمَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۵۵۴۴، حديث حسن)

ترجمہ: جو آدمی مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہوا، تو (آخرت میں) مقروض کی نیکیاں لے کر قرض خواہ کو دے دی جائیں گی، وہاں (قیامت میں) کوئی درہم و دینار نہیں ہوگا (مسند احمد)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَلَيْسَ بِالدِّيْنَارِ وَلَا بِالدِّرْهَمِ، وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۳۸۵، إسناده صحيح، رجاله ثقات)

ترجمہ: جو آدمی مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہوا، تو اس کا قرض درہم و دینار سے نہیں، بلکہ نیکیوں اور گناہوں سے ادا کیا جائے گا (مسند احمد)

ان احادیث سے مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہونے کی بُرائی معلوم ہوئی، لہٰذا اگر دنیا میں کسی کے ذمہ قرض ہو، تو اسے جلد از جلد اپنا قرضہ لوٹانے کی فکر اور کوشش کرنی چاہیے۔

Idara Ghufran

نبی ﷺ کا مقروض ہو کر فوت ہونے والے کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ عَلٰى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ، فَقَالَ : أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، دِيْنَارَانِ، قَالَ: صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ : هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۳۴۳، باب فی التشديد فی الدين)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہو جاتا تھا، پس (ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) ایک جنازہ لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس کے ذمہ کسی کا کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! اس کے ذمہ دو دینار قرض ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر تم ہی نماز (جنازہ) پڑھ لو، پس حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کے دو دینار (کی ادائیگی) میرے ذمہ ہے (یعنی اس فوت ہونے والے کا قرضہ میں ادا کردوں گا) تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی نماز جنازہ پڑھی (ابوداؤد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

فوت ہونے والے مقروض آدمی کے ترکہ میں سے قرض کی ادائیگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا شَهِدَ جَنَازَةً سَأَلَ : هَلْ عَلٰى صَاحِبِكُمْ دَيْنٌ؟ فَإِنْ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ لَهُ وَفَاءٌ؟ فَإِنْ قَالُوْا :نَعَمْ، صَلّٰى عَلَيْهِ، وَإِنْ قَالُوْا : لَا، قَالَ: صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ (مسند احمد، رقم الحدیث ۷۸۹۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازہ کے پاس تشریف لاتے، تو پوچھتے کہ کیا تمہارے (اس) ساتھی پر کوئی قرض ہے؟ اگر لوگ کہتے کہ جی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اسے ادا کرنے کے لئے اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر لوگ کہتے کہ جی، چھوڑا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے اور اگر وہ لوگ کہتے کہ (قرضہ ادا کرنے کے لئے اس نے کچھ مال) نہیں چھوڑا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ خود ہی پڑھ لو (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ پڑھنے سے پہلے معلوم فرماتے تھے کہ فوت ہونے والے کے ذمہ قرض تو نہیں ہے، اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا، اور اس نے ترکہ چھوڑا ہوتا، تو اس میں سے قرضہ ادا کر دیا جایا کرتا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھا دیتے تھے، اور اگر ترکہ نہ چھوڑا ہوتا، تو نبی صلی اللہ اس کا نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔

Idara Ghufran

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

حضرت ابراہیم اور خانہ کعبہ کی تعمیر

پیارے بچو! آپ جانتے ہیں کہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اور قرآن مجید میں خانہ کعبہ کا نام ''مسجدِ حرام'' رکھا گیا ہے، مسجدِ حرام کا مطلب ہے، بہت احترام والی مسجد، مسجدِ حرام کی طرف سارے مسلمان دن میں پانچ مرتبہ منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، کیا آپ جانتے ہیں کہ مسجدِ حرام سب سے پہلے کس نے اور کیسے تعمیر کی؟ مسجدِ حرام سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کے ساتھ مل کر تعمیر کی، حضرت ابراہیم کا خطاب خلیلُ اللہ ہے، خلیلُ اللہ کا مطلب ہے اللہ کا دوست، حضرت ابراہیم کی قوم بتوں کی عبادت کرتی تھی، حضرت ابراہیم کے والد بھی بتوں کی عبادت کرتے تھے، قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کے والد کا نام آزر بتایا گیا ہے۔

جب حضرت ابراہیم نے اپنی قوم والوں کو بتوں کی عبادت کرنے سے منع کیا، تو حضرت ابراہیم کے والد آزر، آپ سے سخت ناراض ہوئے، حضرت ابراہیم نے اپنے والد کو بہت پیار سے سمجھایا کہ اے ابا جان! آپ ایسی چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں، جو نہ سُن سکتے ہیں، اور نہ دیکھ سکتے ہیں، اور نہ ہی آپ کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ اے ابا جان! آپ میری بات مان جائیں، میں آپ کو صحیح راستہ بتا رہا ہوں، اے ابا جان! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں، اے ابا جان! مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ پہنچ جائے، حضرت ابراہیم کے والد نے کہا کہ ابراہیم! تم مجھے میرے معبودوں کی عبادت کرنے سے روکتے ہو، اگر تم باز نہ آئے، تو میں تمہیں پتھروں سے ماروں گا، اور اب تم مجھ سے ہمیشہ کے لئے دُور ہو جاؤ جب حضرت ابراہیم کے والد اور حضرت ابراہیم کی قوم، سب لوگ حضرت ابراہیم سے ناراض ہو گئے، تو حضرت ابراہیم اپنی قوم اور اپنے والد کو چھوڑ کر اُن لوگوں کے علاقے سے نکل گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتایا ہے کہ حضرت ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام اسماعیل ہے، اور دوسرے بیٹے کا نام اسحاق ہے، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے نبی تھے، حضرت اسماعیل کی والدہ کا نام ہاجرہ ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا یہ واقعہ بتایا ہے کہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

حضرت ابراہیم اپنے بیٹے حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کواللہ کے حکم سے مکہ شہر میں چھوڑ کر چلے گئے تھے، جب حضرت ابراہیم مکہ سے جانے لگے تھے تو حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم سے پوچھا تھا کہ آپ ہم دونوں کو یہاں کس کے حوالہ کر کے جارہے ہیں، حضرت ابراہیم نے کہا کہ اللہ کے حوالہ کر کے جارہا ہوں، تو حضرت ہاجرہ نے کہا کہ ٹھیک ہے، اب ہمیں کوئی فکر نہیں۔

حضرت ہاجرہ کے پاس کھانے، پینے کی جو چیزیں تھیں، کچھ دن تک تو وہ چیزیں حضرت ہاجرہ استعمال کرتی رہیں، پھر جب وہ کھانے پینے کی چیزیں ختم ہوگئیں، تو حضرت ہاجرہ کھانے پینے کی تلاش میں آس پاس کے پہاڑوں کی طرف چکر لگانے لگیں، اُن پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام صفا ہے، اور دوسرے پہاڑ کا نام مروہ ہے، حضرت ہاجرہ صفا اور مروہ پہاڑ کے چکر لگانے لگیں، اور درمیان میں حضرت اسماعیل کو بھی دیکھتی ہوئی جاتیں، جب حضرت ہاجرہ نے صفا اور مروہ پہاڑ کے سات چکر لگالیے، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا، حضرت جبریل نے اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیل کے پاس زمین سے پانی نکال دیا، جب حضرت ہاجرہ نے زمین سے پانی نکلتے ہوئے دیکھا، تو حضرت ہاجرہ نے وہاں زمین کھودنی شروع کردی، تاکہ پانی اس جگہ محفوظ ہوجائے، بعد میں اس جگہ زمزم کا کنواں بن گیا۔

کافی عرصہ کے بعد جب حضرت اسماعیل جوان ہوگئے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے مکہ شہر میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل سے ملنے کے لئے آئے، حضرت اسماعیل اس وقت زم زم کے قریب ایک درخت کے پاس بیٹھے ہوئے اپنے تیر ٹھیک کررہے تھے۔

حضرت اسماعیل نے جب اپنے والد حضرت ابراہیم کو دیکھا تو حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم سے اس طرح ملے، جیسے ایک بیٹا اپنے والد سے ملتا ہے۔

حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ اللہ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے؟ کیا آپ اس کام میں میری مدد کروگے؟ حضرت اسماعیل نے کہ جی ہاں، میں آپ کی مدد کروں گا۔

حضرت ابراہیم نے کہا کہ اللہ نے مجھے یہاں اپنا گھر یعنی خانہ کعبہ بنانے کا حکم دیا ہے، پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل دونوں نے مل کر مکہ میں زم زم کے کنویں کے قریب اس جگہ خانہ کعبہ تعمیر کیا، حضرت اسماعیل پتھر لاکر حضرت ابراہیم کو دیتے جاتے تھے، اور اور حضرت ابراہیم خانہ کعبہ تعمیر کرتے جاتے تھے، اس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل دونوں نے مل کر خانہ کعبہ سے پہلے تعمیر کیا۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مفتی محمد یونس

صدقہ بصورت اعمال

معزز خواتین! عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صدقہ کسی فقیر اور غریب آدمی کو مال (یعنی روپیہ پیسہ، غلہ، اناج، کھانا، کپڑا وغیرہ) دینے کا نام ہے۔

اور شاید اسی وجہ سے بہت سے غریب اور محتاج لوگ یہ بھی سوچتے ہوں گے کہ ہم تو صدقہ نہیں کر سکتے کہ ہمیں تو خود اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہی مشکل ہو رہا ہے، لیکن کئی احادیث سے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صدقہ فقط غرباء و مساکین کو مال دینے کا ہی نام نہیں ہے، بلکہ کسی کو کچھ دیے بغیر اس کی کوئی خدمت کر دینا یا کسی کام میں اس کی کوئی مدد کر دینا یا اس کو کسی طرح راحت پہنچا دینا یا کسی کو کوئی تکلیف پہنچانے سے یا کوئی شر کا کام کرنے سے رک جانا بھی آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں صدقہ ہے۔

اور اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ صدقہ کے فضائل حاصل کرنے کے لئے مالدار ہونا ضروری نہیں، بلکہ غریب لوگ بھی صدقہ کرنے کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔

ذیل میں چند ایسی احادیث نقل کی جارہی ہیں جن میں ہر مسلمان کو صدقہ کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے اور کچھ ایسے اعمال بھی بتلائے گئے ہیں جن کو صدقہ قرار دیا گیا ہے،

پہلی حدیث

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَقَالُوا :يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ :يَعْمَلُ بِيَدِهِ، فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوا :فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ :يُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ قَالُوا :فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ :فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ، وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ (بخاری بَابٌ :عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ رقم الحديث ۱۴۴۵)

Idara Ghufran

ترجمہ: حضرت سعید بن ابو بردہ اپنے باپ دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی جو (صدقہ کرنے کے لئے کچھ) نہ پائے وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے پھر اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے لوگوں نے عرض کیا: پھر اگر وہ نہ پائے (یعنی کام نہ پائے یا وہ کام نہ کرسکتا ہوتو پھر کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شکستہ دل (رنجیدہ وغمزدہ) ضرورت مند آدمی کی مدد کردے لوگوں نے عرض کیا: پھر اگر وہ نہ پائے (یعنی کسی ایسے آدمی کو نہ پائے جو لاچار اور ضرورت مند ہوتو پھر کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چاہئے کہ کوئی نیکی کرلے اور برائی سے رک جائے یقیناً یہ (بھی) اس کے لئے صدقہ ہوگا (بخاری)

دوسری حدیث:

امام بخاری رحمہ اللہ کی نقل کردہ ایک اور حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا :فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ :فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوا :فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ :فَيُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ قَالُوا :فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ :فَيَأْمُرُ بِالخَيْرِ أَوْ قَالَ :بِالْمَعْرُوفِ قَالَ :فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ :فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ (بخاری، رقم الحديث ۶۰۲۲ بَابٌ :كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)

ترجمہ: حضرت سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے اپنے باپ دادا کے واسطے سے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر (کوئی شخص صدقہ کرنے کے لئے کچھ) نہ پائے تو (وہ کیا کرے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرے پھر اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے لوگوں نے عرض کیا پھر اگر وہ ایسا نہ کرسکے یا نہ کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شکستہ دل (رنجیدہ وغمزدہ) ضرورت مند آدمی کی مدد کردے لوگوں نے عرض کیا: پھر اگر وہ نہ کرے آپ ﷺ نے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

فرمایا کہ پھر وہ خیر کی بات یا بھلی بات کا حکم کرے کسی نے عرض کیا کہ اگر وہ یہ نہ کرے آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ برائی سے رکے یقیناً یہ (بھی) اس کے لئے صدقہ ہوگا (بخاری)

تشریح: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو صدقہ کا اہتمام کرنا چاہئے اور صدقہ محتاج وضرورت مند کو مال دینے سے بھی ہوتا ہے خواہ اپنے پاس پہلے سے موجود مال میں سے دے یا محنت مزدوری کر کے مال کمائے اور پھر اس میں سے صدقہ کرے۔ [1]

اور عمل سے بھی ہوتا ہے پھر عملی صدقہ کی بھی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ کسی کی کوئی جسمانی خدمت کر کے صدقہ کرنا مثلاً کسی کا بوجھ اٹھوادینا اور دوسری صورت یہ کہ کسی کی کوئی روحانی خدمت کر کے صدقہ کرنا مثلاً کسی کو نیکی کی ترغیب دیدینا اور تیسری صورت یہ ہے کہ اپنی طرف سے دوسرے کو تکلیف پہنچانے سے رک کر صدقہ کرنا۔

غرضیکہ دوسرے کو مالی وجسمانی وروحانی طور پر راحت وآسودگی پہنچانا یا کم ازکم اپنی طرف سے دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچانا یہ سب صدقہ ہے۔

تیسری حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :كُلُّ سُلاَمَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ، يُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ، يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلاَةِ صَدَقَةٌ، وَدَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ (بخاری بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ رقم الحدیث ۲۸۹۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی

[1] چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ منقول ہے کہ جب صحابہ کرام کو صدقہ کرنے کا حکم ہوا تو بعض صحابہ جن کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ موجود نہ تھا انہوں نے محنت مزدوری کر کے مال کمایا اور صدقہ کے طور پر پیش کر دیا۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ " :لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ، فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ، فَقَالَ المُنَافِقُونَ :إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا، وَمَا فَعَلَ هَذَا الآخَرُ إِلَّا رِئَاءً، فَنَزَلَتْ :(الَّذِينَ يَلْمِزُونَ المُطَّوِّعِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ، وَالَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ) الآيَةَ(بخاری بَابُ قَوْلِهِ :(الَّذِينَ يَلْمِزُونَ المُطَّوِّعِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ،رقم الحدیث۴۶۶۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

پر اپنے ہر جوڑ کی طرف سے ہر روز صدقہ کرنا لازم ہے آدمی کا کسی کو سواری پر سوار کرانے یا اس کا سامان سواری پر لدوانے میں اس کی مدد کر دینا صدقہ ہے۔اچھی بات کہہ دینا اور ہر قدم جو وہ نماز کی طرف اٹھاتا ہے صدقہ ہے، اور (کسی ناواقف راہ کو) راستہ بتا دینا صدقہ ہے (بخاری)

اور امام بخاری رحمہ اللہ کی نقل کردہ ایک اور حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ سُلَامَىٰ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ(بخاری بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ رقم الحديث ٢٩٨٩)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر اپنے ہر جوڑ کی طرف سے ہر اس دن میں صدقہ کرنا لازم ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا لازم ہے) آدمی کا دو افراد کے درمیان انصاف کر دینا صدقہ ہے۔اور آدمی کا کسی کو سواری پر سوار کرانے یا اس کا سامان سواری پر لدوانے میں اس کی مدد کر دینا صدقہ ہے۔اور اچھی بات کہہ دینا صدقہ ہے۔اور ہر قدم جو وہ نماز کی طرف اٹھاتا ہے صدقہ ہے، اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا صدقہ ہے (بخاری)

چوتھی حدیث

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ :يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَىٰ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِءُ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى(مسلم باب استحباب صلاة الضحى وان اقلها ركعتان، وَأَكْمَلَهَا ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَأَوْسَطُهَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ، أَوْ سِتٌّ، وَالْحَثُّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا ،رقم الحديث ١٧٠٢"٨٤")

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے

Idara Ghufran

ہر ایک پر اپنے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ (واجب) ہے۔ پس ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، اور ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، اور ہر لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اور ہر اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، اور بھلی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے، اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور کافی ہو جائیں گی ان صدقات کی طرف سے دو رکعتیں جو وہ چاشت کے وقت پڑھے (مسلم)

پانچویں حدیث

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ ": أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوا :يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيَأتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ :أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذَٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ (مسلم، بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ رقم الحديث ١٠٠٦ "٥٣")

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مالدار لوگ اجر و ثواب لے اڑے وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور وہ اپنے (ضرورت سے) زائد مالوں کا صدقہ کرتے ہیں (نبی ﷺ نے) فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسی چیز نہیں بنائی جو تم صدقہ کرسکو؟ بیشک ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے ہر اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے ہر لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے بھلی بات کا حکم دینا صدقہ ہے بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور تم میں سے کسی ایک کی شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے لوگوں نے عرض کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی ایک اپنی خواہش پوری کرے تو اس میں بھی اسے اجر ملے گا نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اپنی خواہش حرام طریقے سے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پوری کرتا تو کیا اس پر گناہ ہوتا؟ (یعنی اس کام میں یقیناً گناہ ہوتا) پس اسی طرح حلال طریقے سے خواہش پوری کرنے سے اس کو اجر ملے گا (مسلم)

تشریح: انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کئی جوڑ ہیں، مثلاً کندھے کا جوڑ، کہنی کا جوڑ، کولہے کا جوڑ، گھٹنے کا جوڑ، ٹخنے کا جوڑ، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے جوڑ وغیرہ وغیرہ، اور یہ جوڑ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں، ان جوڑوں کی وجہ سے انسان بڑی سہولت وآسانی سے اپنی ضروریات پوری کرلیتا ہے، اور حسبِ ضرورت چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا وغیرہ کام کرلیتا ہے، اس لئے ان جوڑوں کی سلامی کی نعمت کے شکر کے طور پر روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا لازم ہے۔

پھر دوسری طرف ایک حدیث میں یہ وضاحت بھی آئی ہے کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ کے واسطے سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

فِی الْإِنْسَانِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ مَفْصِلًا، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ فِی كُلِّ يَوْمٍ بِصَدَقَةٍ . "قَالُوا :وَمَنْ يُطِيقُ ذٰلِکَ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ قَالَ " :النُّخَاعَةُ تَرَاهَا فِی الْمَسْجِدِ فَتَدْفِنُهَا، أَوِ الشَّیْءُ تُنَحِّيهِ عَنِ الطَّرِيقِ، فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَرَكْعَتَا الضُّحَى تُجْزِئُکَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۰۳۷، حدیث بریدۃ الاسلمی)

ترجمہ: ہر انسان (کے جسم) میں تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں، پس انسان پر لازم ہے کہ ہر روز ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرے، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! روزانہ اتنے صدقات کرنے کی طاقت کسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں جو بلغم وغیرہ تجھے نظر آئے اس کو تو دفن کردے (یعنی وہاں سے ہٹادے) یا راستے سے کسی (تکلیف دہ) چیز کو تو ہٹادے، پھر اگر (اس کی تجھے) قدرت نہ ہو، تو چاشت کی دو رکعت تجھے کافی ہوجائیں گی (مسند احمد)

اب اس حدیث کے پیشِ نظر تین سو ساٹھ جوڑوں کی طرف سے روزانہ صدقہ کرنے کا حکم ہے، اور روزانہ اتنے صدقے بظاہر مشکل نظر آتا ہے، لیکن درج بالا احادیث میں جن اعمال کو صدقہ قرار دیا گیا ہے، ان اعمال کی صورت میں روزانہ اتنے صدقے کرنا کچھ بھی مشکل نہیں، ذرا سے دھیان اور توجہ کی ضرورت ہے، پھر غریب آدمی بھی روزانہ کئی طرح کے صدقے کرسکتا ہے۔ واللہ الموفق۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

آپ کے دینی مسائل کا حل " ادارہ

پانی یا ڈھیلے سے استنجاء کا تفصیلی حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

پیشاب پاخانہ کے بعد پانی سے استنجاء کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض لوگ پانی سے استنجاء کو کافی نہیں سمجھتے، اور وہ ڈھیلے یا ٹشو پیپر کے استعمال کو بہت ضروری سمجھتے ہیں، اور اس کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اس چیز کی تبلیغ کرتے ہیں، اور اس سلسلہ میں اہلِ قباء اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے ڈھیلے کے استعمال اور اس کے بعد پانی سے استنجاء کا حوالہ دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں تفصیلی تحقیق کی ضرورت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

طہارت میں غلو کرنے والے لوگوں کی برائی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ احادیث میں قربِ قیامت میں طہارت میں غلو وتشدد کرنے والے لوگوں کے پیدا ہونے کا ذکر اور ان کی برائی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الطُّهُوْرِ وَالدُّعَآءِ (سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۹۶)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت میں عنقریب ایسے لوگ (رونما) ہوں گے، جو طہارت اور دعاء میں حد سے تجاوز (اور غلو) کریں گے (ابوداؤد)

اور ابنِ حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

يَعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَآءِ وَالطُّهُوْرِ (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۶۷۶۳،ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَنِ اعْتِدَاءِ النَّاسِ فِي الدُّعَاءِ وَالطُّهُوْرِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ،باسناد صحیح)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخری زمانہ (یعنی قربِ قیامت) میں کچھ ایسے لوگ (پیدا) ہوں گے، جو دعاء اور طہارت میں حد سے تجاوز (اور غلو) کریں گے (ابنِ حبان)

مطلب یہ ہے کہ اسلام میں تو طہارت ودعاء میں اعتدال ہے،اور غلو نہیں ہے،لیکن قربِ قیامت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے،جو طہارت اور دعاء کے معاملہ میں شریعت اور سنت کے بتلائے ہوئے طریقہ پر حد سے تجاوز اور غلو سے کام لیں گے،مثلاً دعاء غیر شرعی طریقہ پر کریں گے،یا دعاء کو رسمی انداز میں اختیار کریں گے،یا دعاء میں لفاظی اور تکلف وتصنع سے کام لیں گے۔

اور طہارت کے معاملہ میں شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ پر اکتفاء نہیں کریں گے، بلکہ اس میں کمیت یا کیفیت کے اعتبار سے اضافہ کریں گے، جو کہ فضول خرچی میں داخل ہو کر گناہ ہے،اور شیطان کی طرف سے پیدا کئے ہوئے وسوسہ کی پیروی میں داخل ہے۔

اور طہارت میں غلو کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ طہارت واستنجاء کی خاطر غیر معمولی وبیش بہا پانی یا وقت خرچ کیا جائے ، یا پانی سے استنجاء کو کافی نہ سمجھا جائے ،اور پانی سے پہلے ڈھیلے وغیرہ کے استعمال کو ضروری یالازم سمجھا جائے ،یا وسوسوں کی خاطر دوسرے طریقوں سے وتشدد غلو کیا جائے۔

(ملاحظہ ہو:شرح ابی داؤد للعینی، ج ا ص ۲۶۶،۲۶۷، باب الاسراف فی الوضوء)

پانی سے استنجاء کا احادیث وروایات اور سنت سے ثبوت

دوسری بات یہ ہے کہ پیشاب پاخانہ کے بعد پانی سے استنجاء کرنا بلکہ پانی سے استنجاء پر اکتفاء کرنا کئی احادیث وروایات اور سنت سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، أَجِيءُ أَنَا وَغُلَامٌ، مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ، يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ(بخاری، رقم الحدیث ۱۵۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی قضائے حاجت کے لئے نکلتے تھے،تو میں اور غلام

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

آتے تھے، ہمارے ساتھ پانی کا لوٹا ہوا کرتا تھا، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (قضائے حاجت کے بعد) استنجاء کیا کرتے تھے (بخاری)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ، فَآتِيهِ بِالْمَاءِ، فَيَتَغَسَّلُ بِهِ(مسلم، رقم الحديث ٢٧١ "٧١"مسند احمد، رقم الحديث ١٢١٠٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی قضائے حاجت کے لئے دور نکلتے تھے، تو میں آپ کے پاس پانی لے کر حاضر ہوتا تھا، جس سے آپ (قضائے حاجت کے بعد) طہارت فرماتے تھے (مسلم، مسند احمد)

مذکورہ حدیث سے نبی ﷺ کا پانی سے استنجا کرنا معلوم ہوا، اور یہ بھی کہ پانی سے استنجا کرنا، صرف ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنے سے افضل ہے، اور قرآن مجید میں بھی پانی سے استنجا کرنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

وہ الگ بات ہے کہ اگر پانی میسر نہ ہو، تو دفعِ حرج کی وجہ سے اکثر و بیشتر ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنا بھی کافی ہوجاتا ہے۔ [۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] وهذا يرد على من كره الاستنجاء بالماء ومن نفى وقوعه من النبى -صلى الله عليه وسلم(ارشاد السارى للقسطلانى، ج ا ص ٢٣٩، باب من حمل معه الماء لطهوره)

وأما قوله فيغتسل به فمعناه يستنجى به ويغسل محل الاستنجاء والله أعلم وأما فقه هذه الأحاديث ففيها استحباب التباعد لقضاء الحاجة عن الناس والاستتار عن أعين الناظرين وفيها جواز استخدام الرجل الفاضل بعض أصحابه فى حاجته وفيها خدمة الصالحين وأهل الفضل والتبرك بذلك وفيها جواز الاستنجاء بالماء واستحبابه ورجحانه على الاقتصار على الحجر(شرح النووى على مسلم، ج٣ص١٦٣ ،باب الاستطابة)

وجاء فى هذه استنجاء النبى (صلى الله عليه وسلم) بالماء .

وأحاديثه فى ذلك كثيرة صحيحة ، وكان النبى (صلى الله عليه وسلم) يأتى من الأمور أفضلها ومعاليها ، فدل أن الاستنجاء بالماء أفضل من الاقتصار على الأحجار ، وهو مذهب الأنصار ، وبه أثنى الله عليهم بالطهارة وأنه يحب المتطهرين (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الطهارة ،باب الاستنجاء بالماء من التبرز)

وقد ذهب بعض من أصحاب مالك إلى أن الاستجمار بالحجارة إنما هو عند عدم الماء ، وإذا ذهب إليه بعض الفقهاء فلا يبعد أن يقع لغيرهم ممن فى زمان سعيد -رحمه الله -انتهى(نيل الاوطار، ج ا، ص ١٣٠، باب الاستنجاء بالماء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

كَانَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِيْ تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ، فَاسْتَنْجٰی (سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۴۵، باب الرجل یدلک یدہ بالأرض إذا استنجی)

ترجمہ: نبی ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تھے، تو میں آپ کے پاس برتن یا چمڑے کے چھوٹے سے مشکیزے میں پانی لاتا تھا، پھر آپ (اس پانی سے) استنجا فرماتے تھے (ابوداؤد)

اس حدیث سے بھی نبی ﷺ کا پانی سے استنجا کرنا ثابت ہوا۔ [1]

اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى الْخَلَاءَ فَقَضَى الْحَاجَةَ، ثُمَّ قَالَ: يَا جَرِيْرُ هَاتِ طَهُوْرًا، فَأَتَيْتُهُ بِالْمَاءِ فَاسْتَنْجٰى بِالْمَاءِ وَقَالَ: بِيَدِهٖ فَدَلَكَ بِهَا الْأَرْضَ (سنن النسائی، رقم الحدیث ۵۱)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، تو آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لائے، اور قضائے حاجت فرمائی، پھر فرمایا کہ اے جریر! طہور (یعنی پاک کرنے والی چیز) لے آؤ، تو میں آپ کے پاس پانی لے آیا، پھر آپ نے پانی سے استنجاء کیا، اور اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا (نسائی)

مذکورہ حدیث سے بھی نہ صرف یہ کہ پانی سے استنجاء کرنے کا ثبوت ہوا، بلکہ اسی کے ساتھ پانی سے استنجاء کے عمل کا طہارت وپاکی کا ذریعہ ہونا بھی معلوم ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ قَطُّ إِلَّا مَسَّ مَاءً (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۵۴، بَابُ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ، باسناد صحيح)

ترجمہ: میں نے جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت سے فارغ ہوتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے پانی ضرور استعمال فرمایا (یعنی پانی سے استنجاء فرمایا) (ابنِ ماجہ)

---

[1] وقوله: (فاستنجى) هذا يدل على ما دل عليه الباب الذى قبله من ذكر الاستنجاء بالماء ؛ لأنه ذهب بماء فى تور أو ركوة فاستنجى صلى الله عليه وسلم (شرح سنن ابى داود للعباد، ج ۱۲، ص ۸. باب الرجل يدلك يده بالأرض إذا استنجى)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی سے استنجاء کرنے کا معمول ثابت ہوا۔

حضرت شداد ابو عمار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نِسْوَةً مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ دَخَلْنَ عَلَيْهَا، فَأَمَرَتْهُنَّ أَنْ يَسْتَنْجِيْنَ بِالْمَاءِ، وَقَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ بِذٰلِكَ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَفْعَلُهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۶۲۳،صحیح)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بصرہ کی کچھ عورتیں آئیں، تو ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پانی سے استنجا کرنے کا حکم فرمایا، اور یہ بھی فرمایا کہ تم اس کا اپنے شوہروں کو بھی حکم کرو، کیونکہ بے شک نبی ﷺ یہ عمل (یعنی پانی سے طہارت واستنجا) کیا کرتے تھے (مسند احمد)

حضرت معاذہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَّغْسِلُوْا عَنْهُمْ أَثَرَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، فَإِنَّا نَسْتَحِيْ مِنْهُمْ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۸۲۶،باسناد صحیح)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم اپنے شوہروں کو یہ حکم کرو کہ وہ اپنے پاخانہ اور پیشاب کے اثر کو (پانی سے) دھولیا کریں (یعنی پیشاب وپاخانہ کے بعد پانی سے طہارت واستنجاء کرلیا کریں) پس بے شک مجھے ان لوگوں سے (یہ بات کرتے ہوئے) حیاء آتی ہے، اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ (یعنی پیشاب پاخانہ کے بعد، شرم گاہ کو پانی سے دھونے یا پانی سے استنجاء وطہارت کا) عمل کیا کرتے تھے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَّسْتَطِيْبُوْا بِالْمَاءِ، فَإِنِّيْ أَسْتَحْيِيْهِمْ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ (سنن الترمذی،رقم الحدیث ۱۹، سنن النسائی، رقم الحدیث ۴۶،صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۱۴۴۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم اپنے شوہروں کو یہ حکم فرماؤ کہ وہ پانی سے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پاکی حاصل (یعنی استنجاء) کیا کریں، کیونکہ مجھے ان لوگوں سے (یہ بات کرتے ہوئے) حیاء آتی ہے، پس بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل (یعنی پانی سے طہارت واستنجاء) کیا کرتے تھے (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت یعنی بول وبراز سے فراغت پا کر پانی سے استنجاء کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اور مرد حضرات کے لئے پانی سے استنجاء کرنا بھی سنت سے ثابت ہے، لہٰذا جو لوگ مرد حضرات کو پانی سے استنجاء کرنے کو مکروہ یا معیوب سمجھتے ہیں، اور پانی سے استنجاء وطہارت کو عورتوں کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں، اس کی سنت واحادیث سے تائید نہیں ہوتی، بلکہ احادیث وسنت سے اس کے خلاف کا ثبوت ہوتا ہے۔ [1]

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِی الْبَابِ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَجَلِیِّ، وَأَنَسٍ، وَأَبِیْ ھُرَیْرَۃَ: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَعَلَیْہِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَھْلِ الْعِلْمِ، یَخْتَارُوْنَ الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَاِنْ کَانَ الْاِسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَۃِ یُجْزِءُ عِنْدَھُمْ، فَاِنَّھُمْ اِسْتَحَبُّوا الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَرَأَوْہُ أَفْضَلَ، وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ، وَابْنُ الْمُبَارَکِ، وَالشَّافِعِیُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ (سنن الترمذی، تحت رقم الحدیث ۱۹)

ترجمہ: اور اس بارے میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی اور حضرت انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات بھی ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل ہے، جو کہ پانی سے استنجاء کرنے کو اختیار کرتے ہیں، اگرچہ ڈھیلے سے استنجاء کرنا بھی ان کے نزدیک کافی ہو جاتا ہے، لیکن وہ پانی سے استنجاء کرنے کو پسند کرتے ہیں، اور اسی کو افضل سمجھتے ہیں، اور یہی

---

[1] والسنة دلت على الاستنجاء بالماء فی هذا الحديث وغيره، فهی أولى بالاتباع، قال :ولعل سعيدا - رحمه الله -فهم من أحد غلوا فی هذا الباب بحيث يمنع الاستنجاء بالأحجار، فقصد فی مقابلته أن يذكر هذا اللفظ لإزالة ذلك الغلو، وبالغ بإيراده إياه على هذه الصيغة(نيل الاوطار للشوكانی، ج ۱ ص ۱۳۰، باب الاستنجاء بالماء)

مرن أزواجكن "هل معنى هذا أن عائشة تأمر الأزواج فقط أو يدخل فيه النساء ؟ يعنی أمر الرجال يدخل فيه النساء أو لا يدخل؟ الأصل أن يدخل النساء ؛ لأن النساء شقائق الرجال، وكأن عائشة -رضی الله عنها -لما كلفت النساء بأمر الأزواج كأنها استغنت عن أمر النساء أنفسهن(شرح سنن الترمذی، لعبدالكريم الخضير، ج ۶ ص ۲۵، باب ماجاء فی الاستنجاء بالماء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

قول سفیان ثوری اور ابنِ مبارک، اور امام شافعی اور امام احمد اور حضرت اسحاق (ان تمام حضرات) کا ہے (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مواقع پر قضائے حاجت کے بعد تنہا پانی سے استنجاء وطہارت کرنا بھی ثابت ہے، جس طرح کہ بعض اوقات ڈھیلے سے استنجاء کرنا بھی ثابت ہے۔ [1]

مذکورہ مرفوع، صحیح اور کثیر احادیث وروایات کے علاوہ کئی صحابہ وتابعین سے بھی پانی سے استنجاء کرنے کی روایات مروی ہیں۔ [2]

اور امت کا اکثری تعامل بھی دنیا بھر میں اسی پر ہے کہ وہ قضائے حاجت (یعنی پیشاب وپاخانہ) کے بعد پانی سے استنجاء کرتے ہیں، اور اہلِ قباء کی بھی پانی سے استنجاء کرنے پر قرآن مجید میں تعریف آئی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اس لئے پانی سے استنجاء کرنا مسنون ومستحب عمل ہے، اور پانی سے استنجاء کو کافی نہ سمجھنا اور ڈھیلے کے استعمال کو ضروری قرار دینا تشدد وغلو پر مبنی ہے، جس کو شریعت نے پسند نہیں کیا۔

---

[1] عبد الله يقول :أتى النبى صلى الله عليه وسلم الغائط فأمرنى أن آتيه بثلاثة أحجار، فوجدت حجرين، والتمست الثالث فلم أجده، فأخذت روثة فأتيته بها، فأخذ الحجرين وألقى الروثة وقال:هذا ركس(بخارى، رقم الحديث ١٥٦)

عن أبى هريرة، قال :اتبعت النبى صلى الله عليه وسلم، وخرج لحاجته، فكان لا يلتفت، فدنوت منه، فقال : ابغنى أحجارا أستنفض بها -أو نحوه -ولا تأتنى بعظم، ولا روث، فأتيته بأحجار بطرف ثيابى، فوضعتها إلى جنبه، وأعرضت عنه، فلما قضى أتبعه بهن(بخارى،رقم الحديث ١٥٥)

[2] مالك، عن يحيى بن محمد بن طحلاء ، عن عثمان بن عبد الرحمن، أن أباه حدثه، أنه سمع عمر بن الخطاب يتوضأ بالماء وضوءا لما تحت إزاره(مؤطا امام مالك، رقم الحديث ٥٠)

عن مسلم بن سبرة بن المسيب بن نجبة ، عن عمته فريعة ، وكانت تحت حذيفة ، أنها قالت :كان حذيفة يستنجى بالماء (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ١٦٣١)

عن الأوزاعى ، قال :حدثنا أبو النجاشى ، قال :صحبت رافع بن خديج فى سفر ، فكان يستنجى بالماء (ايضاً، رقم الحديث ١٦٣٣)

عن أنس بن سيرين ؛ أن أنس بن مالك دخل الخلاء فدعا بتور وأشنان(ايضاً، رقم الحديث ١٦٣٤)

عن إبراهيم ، قال :بلغنى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يدخل الخلاء إلا توضأ ، أو مس ماء (ايضاً، رقم الحديث ١٦٣٥)

عن أبى سعيد مولى أبى أسيد ، وكان بدويا ، قال :كان أبو أسيد إذا أتى الخلاء أتيته بماء فاستبرأ منه .قال شعبة :يعنى :يستنجى(ايضاً، رقم الحديث ١٦٣٦)

عن مطرف بن عبد الله بن الشخير ، قال :حدثنى أعرابى ، قال :صحبت أبا ذر فكل أخلاقه أعجبتنى إلا خلقا واحدا ، قلت :وما هو ؟ قال :كان إذا خرج من الخلاء استنجى(ايضاً، رقم الحديث ١٦٣٧)

عن يحيى بن أبى كثير ؛ أن أنسا كان يستنجى بالحوض(ايضاً، رقم الحديث ١٦٣٩)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جہاں تک مختلف احادیث وروایات میں پانی کے بجائے ڈھیلے وغیرہ کے استعمال پر اکتفاء کرنے کا تعلق ہے، تو ان سے ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء پر اکتفاء کا جواز ثابت ہوتا ہے، وہ بھی اس وقت جبکہ نجاست نکل کر شرم گاہ سے دائیں بائیں اور اردگرد پھیلی نہ ہو، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

دوسری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہر جگہ پانی کی دستیابی مشکل تھی، اور گھروں میں بیت الخلاؤں کا رواج نہیں تھا، جنگلوں اور کھلی فضاؤں وغیرہ میں جا کر قضائے حاجت کا معمول تھا، اس لئے سب کو ہر حال میں پانی سے استنجاء کرنے کا مکلّف بنانے میں حرج تھا، اور آج بھی بہت سے لوگوں کو سفر اور جنگل وغیرہ میں ہر جگہ پانی کی دستیابی مشکل ہوتی ہے۔ [۱]

قرآن میں پانی سے استنجاء کرنے والوں کی تعریف

تیسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو اپنے محبوب بندے قرار دیا ہے۔ [۲]

---

[۱] قالت عائشة رضى الله عنها: وكنا لا نخرج إلا ليلا إلى ليل، وذلك قبل أن نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا، قالت :وأمرنا أمر العرب الأول فى البرية قبل الغائط، وكنا نتأذى بالكنف أن نتخذها عند بيوتنا (بخارى، رقم الحديث ۴۱۴۱)

فإن أراد الاقتصار على أحدهما جاز الاقتصار على أيهما شاء سواء وجد الآخر أو لم يجده فيجوز الاقتصار على الحجر مع وجود الماء ويجوز عكسه فإن اقتصر على أحدهما فالماء أفضل من الحجر لأن الماء يطهر المحل طهارة حقيقية وأما الحجر فلا يطهره وإنما يخفف النجاسة ويبيح الصلاة مع النجاسة المعفو عنها وبعض السلف ذهبوا إلى أن الأفضل هو الحجر وربما أوهم كلام بعضهم أن الماء لا يجزى وقال بن حبيب المالكى لا يجزى الحجر إلا لمن عدم الماء وهذا خلاف ما عليه العلماء من السلف والخلف وخلاف ظواهر السنن المتظاهرة والله أعلم(شرح النووى على مسلم، ج۳ص۱۶۳،باب الاستطابة)

الفقهاء اليوم مجمعون على أن الاستنجاء بالماء أطهر وأطيب وأن الأحجار رخصة وتوسعة وأن الاستنجاء بها جائز فى السفر والحضر(الاستذكار لابنِ عبدالبر،ج ۱ ص ۲۱۴، باب المسح على الخفين)

قال رحمه الله :وإنما يجوز الاقتصار على الحجر إذا لم ينتشر الخارج انتشارا متفاحشا خارجا عن العادة ، فإن تفاحش ، وجب الغسل بالماء (شرح السنة للبغوى، ج ۱ ص ۳۹۰، ۳۹۱، باب الاستنجاء بالماء)

وقد ذهب بعض من أصحاب مالك إلى أن الاستجمار بالحجارة إنما هو عند عدم الماء ، وإذا ذهب إليه بعض الفقهاء فلا يبعد أن يقع لغيرهم ممن فى زمان سعيد -رحمه الله -انتهى(نيل الاوطار، ج ۱، ص ۱۳۰، باب الاستنجاء بالماء)

[۲] چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ(سورة التوبة، رقم الآية ۱۰۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

اور کئی احادیث وروایات میں اس آیت کے شانِ نزول میں خوب پاکی حاصل کرنے والے لوگوں کے بارے میں پانی سے استنجاء کرنے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْ أَهْلِ قُبَاءَ (فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ) قَالَ: كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْهِمْ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۱۰۰، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (سورہ توبہ کی) یہ آیت کہ:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ.

یعنی ''اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ خوب طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''

اہلِ قباء کے بارے میں نازل ہوئی، جو کہ پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے، پس یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی (ترمذی، ابوداؤد)

اور حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ:

أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ (فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوا) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُوْرِ خَيْرًا، فَمَا طُهُوْرُكُمْ هٰذَا؟ قَالُوْا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَنَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمْ بِهٖ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۲۸۷، سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۳۵۵) [2]

ترجمہ: جب (سورہ توبہ کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ:

فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا .

---

[1] وقال ابن حجر: اسناده صحيح (فتح الباری لابنِ حجر، ج۷ص۲۴۵، قوله باب هجرة النبی صلی الله علیه وسلم وأصحابه إلى المدينة)

[2] قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.
وقال الذهبی فی التلخيص: صحيح.

Idara Ghufran

یعنی ’’اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں‘‘

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کے لوگو! بے شک اللہ نے (قرآن مجید میں) طہارت کے بارے میں تمہاری بہت عمدہ تعریف فرمائی ہے، تو تمہاری طہارت کس طرح کی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں، اور جنابت کا غسل کرتے ہیں، اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہی عمل ہے، تو تم اس عمل کا اہتمام رکھو (حاکم، ابنِ ماجہ)

اور حضرت ابوایوب انصاری، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ (فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ)فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَثْنٰى عَلَيْكُمْ خَيْرًا فِي الطُّهُوْرِ فَمَا طُهُوْرُكُمْ هٰذَا؟ قَالُوْا:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ مَعَ ذٰلِكَ غَيْرُهُ؟ قَالُوْا:لَا، غَيْرَ أَنَّ أَحَدَنَا إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ أَحَبَّ أَنْ يَّسْتَنْجِيَ بِالْمَاءِ، قَالَ:هُوَ ذَاكَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۵۴) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (سورہ توبہ کی) اس آیت کہ:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا . وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ.

یعنی ’’اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ خوب طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے‘‘

کے بارے میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کے لوگو! بے شک اللہ نے طہارت کے بارے میں تمہاری (قرآن مجید میں) بہت عمدہ تعریف فرمائی

---

[۱] قال الحاكم: هذا حديث كبير صحيح فى كتاب الطهارة، فإن محمد بن شعيب بن شابور، وعتبة بن أبى حكيم من أئمة أهل الشام، والشيخان إنما أخذا مخ الروايات، ومثل هذا الحديث لا يترك له، قال إبراهيم بن يعقوب :محمد بن شعيب أعرف الناس بحديث الشاميين، وله شاهد بإسناد صحيح "
وقال الذهبى فى التلخيص: صحيح.

Idara Ghufran

ہے، تو تمہاری طہارت کس طرح کی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں، اور جنابت کا غسل کرتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارا اس کے علاوہ (پاکی سے متعلق) کوئی اور عمل بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں، سوائے ایک عمل کے، وہ یہ ہے کہ ہم میں سے جب کوئی قضائے حاجت سے نکلتا ہے، تو وہ اس کو پسند کرتا ہے کہ پانی سے استنجاء کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہی عمل ہے (جس کی وجہ سے اللہ نے قرآن میں تمہاری تعریف فرمائی) (حاکم)

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ (فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ) قَالَ: كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ، وَكَانُوْا لَا يَنَامُوْنَ اللَّيْلَ كُلَّهُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۶۷۳) [1]

ترجمہ: لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں (جن کے بارے میں قرآن مجید کی اس آیت میں ذکر ہے کہ)

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا . وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ.

یعنی ”اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ خوب طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پانی سے استنجاء کرتے ہیں، اور وہ ساری رات سوتے نہیں ہیں (عبادت کرتے ہیں) (حاکم، طبرانی)

اور حضرت عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُمْ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِي الطُّهُوْرِ فِيْ قِصَّةِ مَسْجِدِكُمْ، فَمَا هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِيْ تَطَّهَّرُوْنَ بِهٖ؟ قَالُوْا: وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا نَعْلَمُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهٗ كَانَ لَنَا جِيْرَانٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ، فَكَانُوْا يَغْسِلُوْنَ أَدْبَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَغَسَلْنَا كَمَا غَسَلُوْا (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۴۸۵، حدیث حسن لغیرہ)

---

[1] قال الحاكم: هذا آخر ما انتهى إلينا من كتاب الطهارة على شرط الشيخين رضى الله عنهما ما لم يخرجاه.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اہلِ قباء کے پاس) مسجدِ قباء آئے، اور ان سے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے (قرآن مجید میں) طہارت کے بارے میں تمہاری بہت عمدہ تعریف فرمائی ہے، تمہاری اس مسجد کے قصہ کے متعلق، تو تمہاری طہارت کس طرح کی ہے، جس سے تم پاکی حاصل کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم کچھ نہیں جانتے، سوائے اس کے کہ ہمارے پڑوس میں یہودی ہیں، وہ قضائے حاجت کے بعد شرمگاہ کو (پانی سے) دھوتے ہیں، تو ہم بھی ان کی طرح (اپنی شرمگاہوں کو قضائے حاجت کے بعد پانی سے) دھوتے ہیں (مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا) قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِىْ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْكُمْ بِهٖ، فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، مَا خَرَجَ مِنَّا رَجُلٌ، وَلَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْغَائِطِ إِلَّا غَسَلَ دُبُرَهٗ أَوْ قَالَ: مَقْعَدَهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفِيْ هٰذَا

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ٦٧٢) [1]

ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا.

یعنی ''اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کو (اُن لوگوں کی طرف) بھیجا، اور فرمایا کہ تمہاری طہارت کس طرح کی ہے، جس پر اللہ نے (قرآن مجید میں) طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف فرمائی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہم میں سے جب بھی کوئی مرد وعورت قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نکلتا ہے، تو اپنی شرمگاہ کو یا اپنے مقعد (یعنی پاخانہ کے مقام) کو دھوتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اسی

[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم .وقد حدث به سلمة بن الفضل هكذا، عن محمد بن إسحاق .وحديث أبى أيوب شاهده.
وقال الذهبى فى التلخيص: على شرط مسلم.

Idara Ghufran

عمل کے بارے میں (اللہ نے تمہاری تعریف فرمائی ہے) (حاکم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَةُ (فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا) بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُوَيْمِرِ بْنِ سَاعِدَةَ فَقَالَ: مَا هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِىْ أَثْنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ؟ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَرَجَ مِنَّا رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْغَائِطِ إِلَّا غَسَلَ فَرْجَهُ أَوْ قَالَ: مَقْعَدَتَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ هٰذَا (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۱۰۶۵ ،باسناد حسن)

ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا.

یعنی ''اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کو (اُن لوگوں کی طرف) بھیجا، اور فرمایا کہ تمہاری طہارت کس طرح کی ہے، جس پر اللہ عزوجل نے (قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں) تمہاری تعریف فرمائی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے جب بھی کوئی مرد وعورت قضائے حاجت سے نکلتا ہے، تو وہ اپنی پیشاب گاہ یا مقعد (یعنی پاخانہ کے مقام) کو دھوتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہی عمل ہے (جس کی وجہ سے اللہ نے قرآن مجید میں تمہاری تعریف فرمائی ہے) (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ الَّذِىْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مَسْجِدَ قُبَاءَ، فَقَامَ عَلٰى بَابِهِ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِى الطُّهُوْرِ فَمَا طُهُوْرُكُمْ؟ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا أَهْلُ كُتُبٍ وَنَجِدُ الْإِسْتِنْجَاءَ عَلَيْنَا بِالْمَاءِ، وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ الْيَوْمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِى الطُّهُوْرِ، فَقَالَ: (فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ) (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۸۲)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں تشریف لائے، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی، یعنی مسجدِ قباء میں، پھر اس کے دروازے پر کھڑے ہوگئے، پھر فرمایا کہ بے شک اللہ نے (قرآن مجید میں) تمہاری پاکی کے بارے میں بہت عمدہ تعریف فرمائی ہے؟ پس تمہاری پاکی کس طرح کی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم کتابوں والے ہیں، اور ہم اپنے اوپر (قضائے حاجت سے فارغ ہوکر) اس پانی سے استنجاء کا حکم پاتے ہیں، اور ہم آج بھی اسی طرح عمل کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے تمہاری پاکی کے بارے میں بہت عمدہ تعریف فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا کہ:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا . وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ.

یعنی ”اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ خوب طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے“ (طبرانی)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ قُبَاءَ: مَا هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِيْ خُصِّصْتُمْ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ (فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ)؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ يَخْرُجُ مِنَ الْغَائِطِ إِلَّا غَسَلَ مَقْعَدَتَهٗ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۵۵۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ قباء سے فرمایا کہ یہ کس طرح کی پاکی ہے، جس کی وجہ سے تمہیں اس آیت میں خاص کیا گیا ہے کہ:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا. وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ.

یعنی ”اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ خوب طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے“

تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے جو کوئی شخص بھی قضائے حاجت سے نکلتا ہے، تو وہ اپنے مقعد (یعنی پاخانہ والے مقام) کو دھوتا (یعنی پانی سے استنجاء کرتا) ہے (طبرانی)

جیسا کہ پہلے گزرا کہ عرب میں اس زمانہ میں ہر جگہ قضائے حاجت کرنے والے کو پانی کا میسر آنا مشکل تھا، اور آج بھی مشکل ہوتا ہے، اور پیشاب و پاخانہ کا تقاضا کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ پیش آ سکتا ہے،

Idara Ghufran

اس لئے شریعت نے حرج وتنگی دور کرنے کے لئے پانی کے بجائے ڈھیلے کے استعمال کو بھی نماز پڑھنے کے لئے جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اس لئے عرب کے اس زمانہ میں بہت سے لوگ قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے کے استعمال پر اکتفاء کیا کرتے تھے، لیکن اہلِ قباء پانی سے استنجاء کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، اوراس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خود بھی پانی سے استنجاء کرنے کا معمول کئی احادیث کی روشنی میں گزر چکا ہے، علاوہ ازیں پانی سے استنجاء کرنے میں زیادہ صفائی ونظافت پائی جاتی ہے، بنسبت ڈھیلے کو استعمال کرنے کے۔

مذکورہ صریح اور کثیر احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو اللہ کے محبوب رکھنے کا جو ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ حضرات تھے، جو قضائے حاجت (پیشاب، پاخانہ سے فراغت) کے بعد پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے، جس سے پانی کے ذریعہ استنجاء کا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ومستحب ہونا ثابت ہوتا ہے، بالخصوص جبکہ ان احادیث وروایات کے ساتھ ان گزشتہ احادیث وروایات کو بھی جمع کرلیا جائے، جن میں پانی سے استنجاء کا ذکر پایا جاتا ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں جو سورہ توبہ کی مذکورہ آیت کے شانِ نزول کے ضمن

---

[1] ففی هذا أن الطهارة التی أحب الله عز وجل أهلها علیها فی هذه الآیة الطهارة بالماء (احكام القرآن للطحاوی، ج ا ص ١٣٠، كتاب الطهارات، تاویل قول الله تعالیٰ ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین)

فالأظهر أن یكون قوله ویحب المتطهرین مدحا لمن تطهر بالماء للصلاة وقال تعالى فیه رجال یحبون أن یتطهروا والله یحب المطهرین وروی أنه مدحهم لأنهم كانوا یستنجون بالماء (احكام القرآن جصاص، ج ٢ ص ٣٩، سورة البقرة، رقم الآیة ٢٢٣)

ولا خلاف أن قوله تعالى (یحبون أن یتطهروا والله یحب المطهرین) نزلت فی أهل قباء لاستنجائهم بالماء ،وذكر فیه أبو داود حدیثا مسندا ذكرناه فی (التمهید)

وروت معاذة العدویة عن عائشة قالت (مرن أزواجكن أن یغسلوا أثر الغائط والبول بالماء فإن رسول الله صلى الله علیه وسلم كان یفعله والماء عند فقهاء الأمصار أطهر وأطیب وكلهم یجیز الاستنجاء بالأحجار على ما مضى فی هذا الكتاب عنهم والحمد لله(الاستذكار لابی عمر القرطبی، ج ا ص ١٤٢، ١٤٣، باب العمل فی الوضوء)

ثم الغسل وحده أفضل من التنقیة بالحجر ونحوه، لإزالة النجاسة بالكلیة، ولما فی الصحیحین عن أنس قال: كان رسول الله صلى الله علیه وسلم یدخل الخلاء فأحمل - أنا وغلام نحوی - إداوة من ماء وعنزة، فیستنجی بالماء .وفی سنن أبی داود :عن أبی هریرة رضی الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله علیه وسلم إذا أتى الخلاء أتیته بماء فی تور أو ركوة، فاستنجى، ثم مسح یده على الأرض، ثم آتیه بإناء آخر فیتوضأ.

ومما یدل على مواظبته علیه الصلاة والسلام الموجبة لكونه سنة، ما رواه ابن ماجه عن عائشة قالت :ما رأیت رسول الله صلى الله علیه وسلم خرج من غائط قط إلا مس ماء (شرح النقایة، ج ا ص ١٧٣ ،احكام الاستنجاء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

میں یہ ذکر ہے کہ وہ حضرات ڈھیلے کے استعمال کے بعد پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے، جس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف فرمائی، تو اس روایت کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے۔

چنانچہ بعض حضرات نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱؎

اور بعض حضرات نے اس روایت کو شدید ضعیف اور نا قابلِ احتجاج قرار دیا ہے۔ ۲؎

اور علمی تعصب سے بالاتر ہو کر انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سند کے اعتبار سے اس ایک ضعیف یا شدید ضعیف روایت میں ان احادیث و روایات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے کہ جن میں سورہ توبہ کی آیت کے شانِ نزول کے ضمن میں پانی سے استنجاء کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ گزرا، اگرچہ متعدد اہلِ علم حضرات نے اس روایت کا تذکرہ کیا ہے۔

لہٰذا قرآن مجید کی سورہ توبہ کی مذکورہ آیت کے شانِ نزول سے متعلق اس ایک روایت کو بنیاد بنا کر یہ عقیدہ بنا لینا یا یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن مجید کی سورہ توبہ میں مذکور تعریف پہلے ڈھیلے سے اور اس کے بعد پانی سے استنجاء

۱؎ حدثنا عبد الله بن شبيب، ثنا أحمد بن محمد بن عبد العزيز،قال :وجدت فی كتاب أبی، عن الزهری، عن عبيد الله بن عبد الله، عن ابن عباس، قال :نزلت هذه الآية فی أهل قباء :(فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين)فسألهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالوا :إنا نتبع الحجارة الماء .قال البزار :لا نعلم رواه عن الزهری إلا محمد بن عبد العزيز، ولا عنه إلا ابنه(كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۲۴۷،باب الجمع بين الماء والحجر)

قال الهيثمی: رواه البزار، وفيه محمد بن عبد العزيز بن عمر الزهری، ضعفه البخاری والنسائی وغيرهما، وهو الذی أشار بجلد مالك(مجمع الزوائد، رقم الحديث ۱۰۵۳،باب الجمع بين الماء والحجر)

۲؎ قال الصنعانی: وأما ما أخرجه البزار بلفظ إنا نتبع الحجارة الماء فضعيف جدًا لا أصل له عند أهل الحديث(فتح الغفار الجامع لاحكام سنة نبينا المختار،للصنعانی، ج ۱ ص ۶۳، باب ماجاء فی الاستنجاء بالماء)

وقال المغلطائی: وقد يدلّ على الجمع حديث أورده البزار فی مسنده من رواية محمد بن عبد العزيز الزهری، وهو ضعيف لا يحتج به(شرح ابنِ ماجه لمغلطائی، ج ۱ ص ۱۲۵،باب الاستبراء بعد البول)

وقال العسقلانی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَعَّفَهُ أَبُو حَاتِمٍ ، فَقَالَ :لَيْسَ لَهُ وَلَا لِأَخَوَيْهِ عِمْرَانَ وَعَبْدِ اللَّهِ ، حَدِيثٌ مُسْتَقِيمٌ ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَبِيبٍ ، ضَعِيفٌ أَيْضًا .

وَقَدْ رَوَى الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ مُجَاهِدٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَصْلَ هَذَا الْحَدِيثِ ، وَلَيْسَ فِيهِ إلَّا ذِكْرُ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ حَسْبُ ، وَلِهَذَا قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ :الْمَعْرُوفُ فِي طُرُقِ الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ ، وَلَيْسَ فِيهَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْأَحْجَارِ ، وَتَبِعَهُ ابْنُ الرِّفْعَةِ فَقَالَ :لَا يُوجَدُ هَذَا فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ ، وَكَذَا قَالَ الْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ نَحْوَهُ ، وَرِوَايَةُ الْبَزَّارِ وَارِدَةٌ عَلَيْهِمْ وَإِنْ كَانَتْ ضَعِيفَةً .

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ ، وَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ إتْبَاعِ الْأَحْجَارِ الْمَاءَ ، بَلْ لَفْظُهُ :(وَكَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ (التلخيص الحبير فی تخريج أحاديث الرافعی الكبير، كِتَابُ الطَّهَارَةِ،بَابُ الِاسْتِنْجَاءِ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

کے مسنون یا مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے، اور پھر اولاً ڈھیلے اور پھر پانی کے استعمال پر اصرار کرنا اور زور دینا اور ہر شخص کے حق میں اس عمل کو مسنون قرار دینا ہمیں راجح بلکہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ [1]

اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک موقوف اثر میں براز (یعنی پاخانہ) سے فارغ ہو کر ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجاء کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ:

قَالَ عَلِيٌّ :إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَبْعَرُونَ بَعْرًا ، وَإِنَّكُمْ تَثْلِطُونَ ثَلْطًا ، فَأَتْبِعُوا الْحِجَارَةَ بِالْمَاءِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ١٦٤٥، باب مَنْ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ فَلْيَسْتَنْجِ بِالْمَاءِ)

ترجمہ: حضرت علی نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ (براز یعنی پاخانہ) مینگنی کی طرح (خشک) کیا کرتے تھے، اور تم گوبر کی طرح (پتلا) کرتے ہو، تو تم ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجاء کیا کرو (ابنِ ابی شیبہ)

---

[1] قال ابن كثير: وقد ورد في الحديث المروى من طرق في السنن وغيرها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لأهل قباء :قد أثنى الله عليكم في الطهور فماذا تصنعون؟ فقالوا نستنجي بالماء .

وقد قال الحافظ أبو بكر البزار :حدثنا عبد الله بن شبيب، حدثنا أحمد بن عبد العزيز قال :وجدته في كتاب أبي عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية في أهل قباء فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين فسألهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالوا إنا نتبع الحجارة بالماء رواه البزار، ثم قال :تفرد به محمد بن عبد العزيز عن الزهري ولم يرو عنه سوى ابنه.

(قلت) وإنما ذكرته بهذا اللفظ لأنه مشهور بين الفقهاء ولم يعرفه كثير من المحدثين المتأخرين أو كلهم، والله أعلم(تفسير ابنِ كثير، ج٤ص١٩٠، سورة التوبة، رقم الآية ١٠٩)

وقال الالباني: قلت :الجمع بين الماء والحجارة في الاستنجاء لم يصح عنه صلى الله عليه وسلم فأخشى أن يكون القول بالجمع من الغلو في الدين لأن هديه صلى الله عليه وسلم الاكتفاء بأحدهما "وخير الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم وشر الأمور محدثاتها ." ...

وأما حديث جمع أهل قباء بين الماء والحجارة ونزول قوله تعالى فيهم:(فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا) فضعيف الإسناد لا يحتج به ضعفه النووي والحافظ وغيرهما وأصل الحديث عند أبي داود وغيره من حديث أبي هريرة دون ذكر الحجارة ولذلك أورده أبو داود في "باب الاستنجاء بالماء "وله شواهد كثيرة ليس في شيء منها ذكر الحجارة وقد بينت ذلك في "صحيح سنن أبي داود "رقم ٣٤ (تمام المنة في التعليق على فقه السنة ،ج ١ ص٦٥، القاعة الخامسة عشرة، ومن قضاء الحاجة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اس روایت کی سند کو بعض نے حسن اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

اور بعض حضرات نے اس طرح کی روایت کی نسبت حضرت حسن بصری کی طرف بھی کی ہے، مگر ہمیں اس روایت کا کتبِ حدیث میں باسند طریقہ پر کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت پر اگر غور کیا جائے، تو اس میں دو باتیں قابلِ لحاظ ہیں، ایک تو یہ کہ اس میں براز (یعنی پاخانہ) کا ذکر ہے، نہ کہ بول (یعنی پیشاب) کا، دوسرے اس روایت میں براز (یعنی پاخانہ) کے خشک اور تر ہونے کی علت پر حکم کا دارومدار رکھا گیا ہے، یعنی ڈھیلے کے بعد پانی کے استعمال کا حکم ان لوگوں کو دیا گیا ہے، جن کا براز پتلا ہو، اور براز کے پتلا ہونے کی صورت میں اس کے مخرج سے تجاوز کرنے کا امکان غالب ہوتا ہے، اور اس صورت میں فقہائے کرام نے بھی ڈھیلے پر اکتفاء نہ کرنے اور پانی سے استنجاء کا حکم فرمایا ہے۔

لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اثر میں نہ تو پیشاب کے بعد مذکورہ استنجاء پر دلالت پائی جاتی، بلکہ براز کے بعد استنجاء پر دلالت پائی جاتی ہے، اور نہ ہی صراحتاً براز کے بعد اس صورت میں مذکورہ استنجاء پر دلالت پائی جاتی کہ جس میں براز مخرج سے متجاوز نہ ہوا ہو۔

اور ان دونوں باتوں کے ساتھ تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ ہو کہ تم ڈھیلے کے استعمال پر اکتفاء نہ کرو، بلکہ پانی سے استنجاء وطہارت حاصل کرو، کیونکہ پانی میں طہارت کی تاثیر زیادہ پائی جاتی

---

۱ قال الشيخ تقي الدين في الإمام بعد ذكر ما تقدم :قال ابن أبي حاتم :قال أبي :ثلاثة إخوة ضعفاء : محمد بن عبد العزيز هذا، وعبد الله بن عبد العزيز، وعمران بن عبد العزيز، وليس لهم حديث مستقيم.
قال الشيخ :وروى أبو الحسن الصفار في مسنده من حديث زائدة، عن عبد الملك بن عمير قال :قال علي بن أبي طالب :إنهم كانوا يبعرون بعرا وأنتم تثلطون ثلطا، فأتبعوا الحجارة بالماء .
قال :ورواه الإسماعيلي أيضا في جمعه لحديث مسعر.
قلت :وأخرج هذا البيهقي من جهة الصفار ثم قال :تابعه مسعر عن عبد الملك، ورواه عبد الرزاق من حديث الثوري، عن عبد الملك .وسئل عنه الدارقطني فقال :اختلف فيه، فقيل كما مر، وقيل :عن زائدة، عن عبد الملك، عن كردوس، عن علي .وقيل :عن جرير، عن عبد الملك، عن رجل عن علي .وقيل :عن السدي، عن عبد خير .ولا يثبت في هذا عبد خير .ثم ساقه من حديث سفيان، عن عبد الملك، عن علي (البدر المنير لابن الملقن، ج۲، ص۳۷۵، و۳۷۶، الحديث التاسع والعشرون)
وأما ما أخرجه البيهقي 1/ 106 من طريق عبد الملك بن عمر قال :قال علي بن أبي طالب :إنهم كانوا يبعرون بعرا وأنتم تثلطون ثلطا فأتبعوا الحجارة الماء .فهو مع أنه موقوف فلا يصح لأنه منقطع بين عبد الملك بن عمر وعلي فإنه ليس له رواية عنه ثم هو مدلس ولم يصرح بالسماع منه (حاشية تمام المنة في التعليق على فقه السنة ،ج ۱ ص ٦٥ ، القاعة الخامسة عشرة، ومن قضاء الحاجة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ہے، اور پانی کا استنجاء اس وقت بھی معتبر وکافی ہوتا ہے، جبکہ نجاست مخرج سے تجاوز کر چکی ہو، جبکہ ڈھیلے کا استعمال صرف ایک صورت میں ہی کافی ہوسکتا ہے، یعنی جبکہ براز مخرج سے متجاوز نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ اس روایت سے پیشاب سے فراغت پا کر پہلے ڈھیلے اور اس کے بعد پانی سے استنجاء کا حکم ثابت نہیں ہوتا، اور براز سے فراغت پا کر بھی بہر صورت مذکورہ طریقہ پر استنجاء کا ثبوت نہیں ہوتا، بلکہ مخصوص صورت میں ڈھیلے پر اکتفاء نہ کرنے اور پانی سے استنجاء کا ثبوت ہوتا ہے، یعنی جبکہ نجاست مخرج سے متجاوز ہو۔

تاہم اس سے انکار نہیں کہ تنقیہ وصفائی زیادہ حاصل ہونے کی وجہ سے ڈھیلے اور اس کے بعد پانی سے استنجاء ادب میں داخل ہے، جس کی تعبیر بعض حضرات نے افضل ہونے اور بعض حضرات نے مستحب ہونے سے کی ہے، بشرطیکہ اس میں بے جا غلو واصرار اور تشدد نہ ہو۔

اور بعض حضرات نے پانی کے استعمال سے پہلے ڈھیلے کے استعمال کی وجہ یہ قرار دی ہے، تا کہ ڈھیلے وغیرہ سے صفائی ہونے کے بعد ہاتھ نجاست لگنے سے محفوظ رہے۔

مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس موقوف اور بعض حضرات کے نزدیک ضعیف روایت میں سورہ توبہ کی مذکورہ آیت کے شانِ نزول کی طرف نسبت نہیں کہ اس کی بنیاد پر ڈھیلے اور پانی کے اجتماع کو سنت یا مستحب قرار دیا جائے۔ [1]

اور بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ عرب میں قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے کے استعمال کا عام رواج تھا، اس لئے اہلِ قباء کا پانی سے استنجاء کرنا بھی ڈھیلے کو استعمال کرنے کے بعد ہوا کرتا ہوگا۔ [2]

---

[1] قال الإمام رحمه الله :ذهب عامة أهل العلم من أصحاب النبى (صلى الله عليه وسلم) ومن بعدهم إلى أنه لو اقتصر على المسح بالحجر فى الغائط والبول ، ولم يغسل ذلك المحل بالماء :أنه يجوز إذا أنقى بالحجر أثر الغائط والبول ، غير أن الاختيار أن يغسل بالماء ، لأنه أنقى ، والأفضل أن يغسله بعد استعمال الحجر .قال رحمه الله :وإنما يجوز الاقتصار على الحجر إذا لم ينتشر الخارج انتشارا متفاحشا خارجا عن العادة ، فإن تفاحش ، وجب الغسل بالماء (شرح السنة للبغوى، ج ۱ ص ۳۹۰، ۳۹۱، باب الاستنجاء بالماء)

ومن ذهب إلى الجمع بينها وبن الأحجار ، جاء بأتم الأمور من التنزه عن مباشرة القذر بيده (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الطهارة ،باب الاستنجاء بالماء من التبرز)

[2] تنبيه :اعلم أن الشيخ محيى الدين النووى -رحمه الله -قال فى شرح المهذب عند قول الشيخ أبى إسحاق والأفضل أن يجمع بين الماء والحجر؛ لأن الله -تعالى -أثنى على أهل قباء ، فقال سبحانه :(فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين) فسألهم النبى -صلى الله عليه وسلم :-ما طهوركم؟ فقالوا :نتبع الحجارة الماء :هكذا يقوله أصحابنا وغيرهم فى كتب الفقه والتفسير .قال :وليس له أصل فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

مگر بعض حضرات نے اس استدلال سے بھی اختلاف کیا ہے، اور ان کا کہنا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے صرف پانی سے استنجاء کرنا بہت سی احادیث وروایات سے ثابت اور فقہائے کرام کے نزدیک سنت ومستحب عمل ہے، اور اس کے مقابلہ میں ڈھیلے سے استنجاء کے ثبوت سے اس کا صرف جائز ہونا (نہ کہ سنت وافضل ہونا) ثابت ہوتا ہے۔

اور ڈھیلے کے استعمال کی وجہ دفعِ حرج وغیرہ بھی ہوسکتی ہے، جس کا تفصیلاً پہلے ذکر گزرا۔

لہٰذا اہلِ قباء کے بارے میں صریح اور کثیر احادیث کے پیشِ نظر یہی راجح ہے کہ وہ قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے کے بجائے پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے، جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں توصیف وتعریف فرمائی۔

وہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی تکلف وغلو کئے بغیر ڈھیلا اور پھر پانی سے استنجاء کرے، تو اس کو تنقیہ وصفائی زیادہ حاصل ہونے یا ہاتھ کے نجاست سے ملوث ہونے سے حفاظت کی وجہ سے ادب یا افضل ومستحب قرار دیا جاسکتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ كتب الحديث .قال :وكذا قال الشيخ أبو حامد فى التعليق :إن أصحابنا رووه . قال :و (لا) أعرفه .قال النووى :والمعروف من طرق الحديث أنهم كانوا يستنجون بالماء ، وليس فيها أنهم كانوا يجمعون بين الماء والأحجار، ثم ذكر من الأحاديث التى قدمناها حديث أبى هريرة وعويم وأبى أيوب، ثم قال :فإذا علم أنه ليس (له أصل) من جهة الرواية فيمكن تصحيحه من جهة الاستنباط؛ لأن الاستنجاء بالحجر كان معلوما عندهم وأما الاستنجاء بالماء فهو الذى انفردوا به ولهذا ذكر، ولم يذكر الحجر؛ لأنه مشترك بينهم وبين غيرهم، ولكونه معلوما؛ فإن المقصود بيان فضلهم الذى أثنى الله عليهم بسببه .قال: يؤيد هذا قولهم :إذا خرج أحدنا من الغائط (أحب) أن يستنجى بالماء فهذا يدل على أن استنجاء هم بالماء كان بعد خروجهم من الخلاء ، والعادة جارية بأنه لا يخرج من الخلاء إلا بعد (المسح) بماء أو حجر، وهكذا يستحب أن يستنجى بالحجر فى موضع قضاء الحاجة ويؤخر الماء إلى أن ينتقل إلى موضع آخر . هذا آخر كلام النووى .وكذا قال فى غيره من كتبه أن الذى اشتهر فى كتب الفقه والتفسير من جمع أهل قباء بين الماء والأحجار باطل لا يعرف .(وتبعه) الشيخ نجم الدين بن الرفعة فى المطلب فقال :لا يوجد هذا فى كتب الحديث .وقد تيسر -بحمد الله ومنه -إخراج الطريقة التى أنكرها، وادعى عدم أصالتها فى كتب الحديث وأنها لا (تلقى) فى كتب الفقه والتفسير، ولعله قلد فى ذلك الشيخ أبا حامد فى قولته المتقدمة، لكن أبو حامد لم ينف وجوده، وإنما نفى معرفته، ولا يلزم من نفى المعرفة نفى الوجود، وقريب مما ذكره النووى قول الحافظ محب الدين الطبرى فى شرحه للتنبيه :كذا رواه الفقهاء ، والمشهور فى كتب الحديث المشهورة خلافه(البدرالمنير، ج۲ص ۳۸۴،۳۸۵، باب الاستنجاء، الحديث التاسع والعشرون)

۱؎ فإن قيل :فما الفرق بين اللفظين حتى احتيج إلى ترجيح أحدهما على الآخر؟

فالجواب :هو أن اللفظ المرجوح فإن فيه القيد المذكور وهو بظاهره يدل على أنهم كانوا يستنجون بالماء بعد استنجائهم بالحجارة، ذلك لأنه من غير الجائز أن يمدحوا ويثنى الله عليهم لوفرض أنهم كانوا يقومون قبل الاستنجاء بها، هذا بعيد جدا، فإذن الحديث بهذا اللفظ دليل على استحباب الجمع بين الماء والحجارة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

في الاستنجاء فهو حينئذ يمكن اعتباره شاهدا لحديث ابن عباس الذي أخرجه البزار بلفظ :فقالوا " :إنا نتبع الحجراة بالماء ."وهو ضعيف الإسناد كما صرح به الحافظ في "التلخيص "و "البلوغ "وبينه الزيلعي في "نصب الراية 1/218) ") ، بل هو منكر عندي لمخالفته لجميع طرق الحديث بذكر الحجارة فيه، بل بالغ النووي فقال في "الخلاصة "كما نقله الزيلعي :وأما ما اشتهر في كتب التفسير والفقه من جمعهم بين الأحجار والماء فباطل لا يعرف، وذكر معنى هذا في "المجموع "أيضا، ولكنه استنبط معناه من لفظ الحديث هذا، فقال بعد أن ذكره بلفظيه مع حديث أبي هريرة وعويمر بن ساعدة:

فهذا الذي ذكرته من طرق الحديث هو المعروف في كتب الحديث أنهم كانوا يستنجون بالماء ، وليس فيها ذكر الجمع بين الماء والأحجار، وأما قول المصنف:قالوا :نتبع الحجارة الماء ، فكذا يقوله أصحابنا وغيرهم في كتب الفقه والتفسير فليس له أصل في كتب الحديث، وكذا قال الشيخ أبو حامد في التعليق: إن أصحابنا رووه، قال :ولا أعرفه، فإذا عرف أنه ليس له أصل من جهة الرواية، فيمكن تصحيحه من جهة الاستنباط، لأن الاستنجاء بالحجر كان معلوما عندهم يفعله جميعهم، وأما الاستنجاء بالماء فهو الذي انفردوا به، فلهذا ذكر ولم يذكر الحجر لأنه مشترك بينهم وبين غيرهم، ولكونه معلوما فإن المقصود بيان فضلهم الذي أثنى الله عليهم بسببه، ويؤيد هذا قولهم :إذا خرج أحدنا من الغائط أحب أن يستنجي بالماء ، فهذا يدل على أن استنجاء هم بالماء كان بعد خروجهم من الخلاء ، والعادة جارية بأنه لا يخرج من الخلاء إلا بعد التمسح بماء أوحجر .وهكذا المستحب أن يستنجي بالحجر في موضع قضاء الحاجة، ويؤخر الماء إلى أن ينتقل إلى موضع آخر، والله أعلم."

وجوابنا عن هذا الاستنباط أنه غير مسلم، وبيانه من وجهين:الأول :أن أي حكم شرعي يستنبط من نص شرعي، فلابد لهذا أن يكون ثابت الإسناد، وقد بينت فيما سبق أن هذا النص ضعيف الإسناد منكر المتن، فلا يصح حينئذ الاستنباط منه .الآخر :هب أن النص المشار إليه ثابت الإسناد، فالاستنباط المذكور لا نسلم بصحته، لأن الحجارة لم تذكر فيه ولوإشارة، وأخذ ذلك من مجرد ثناء الله تعالى عليهم بضميمة أن الاستنجاء بها كان معروفا لديهم غير لازم، لأن الثناء المشار إليه يتحقق ويصدق عليهم بأي شيء فاضل تفرد به الأنصار دون غيرهم، وإذا كان من المسلم حينئذ فضلا أنهم كانوا يفعلون ذلك الذي لا يفعله بل ولا يعرفه غيرهم إلا أهل الكتاب، ومنهم تلقاه الأنصار كما في بعض الروايات الثابتة.

فإن قيل :ما ذكرته الآن ينافي ما تقدم من قولك :إن الحديث يدل بظاهره على الجمع المذكور.

فأقول :نعم، ولكن هذا الظاهر ليس هناك ما يلزمنا الجمود عنده، لأنه لم يجر العمل به من النبي صلى الله عليه وسلم ولا من أحد من الصحابة، ألا ترى إلى قول النووي في آخر كلامه السابق:

وهكذا المستحب أن يستنجي بالحجر في موضع قضاء الحاجة، ويؤخر الماء إلى أن ينتقل إلى موضع آخر.

فهل يستطيع أحد أن يدعي أن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه كانوا يفعلون ذلك؟ !وحينئذ فلابد من تأويل النص المذكور بما لا يتنافى مع ما هو المعروف من الاستنجاء بالماء في مكان قضاء الحاجة، وذلك بأن نفسر قولهم -إن صح " :-إذا خرج من الغائط أي أراد الخروج، ومثل هذا التفسير معروف في كثير من الأحاديث، مثل حديث أنس قال " :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء قال :اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث "، وقد اتفقوا على أن المعنى :كان إذا أراد دخول الخلاء ، ومثله قول الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

مگر اہلِ قباء کے متعلق صریح اور کثیر احادیث کے مقابلہ میں اس طرح کی قید لگانا اور اس کی وجہ سے ڈھیلے اور پانی کے جمع کرنے کے عمل کو مسنون قرار دینا اور اس میں بے جا تکلف وغلو سے کام لینا درست

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تبارک وتعالی " :فإذا قرأت القرآن فاستعذ بالله "، أى أردت قراء ة القرآن، ونحوذلک كثير.

وخلاصة القول :أن الحديث بهذا اللفظ ضعيف الإسناد منكر المتن، وقد ترتب عليه استنباط حكم نقطع بأنه لم يكن عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أصحابه، ألا وهو الاستنجاء بالحجارة أولا، ثم بالماء فى مكان آخر، بل الراجح عندى أنه لا يشرع الجمع بينهما ولوفى المكان الأول، لأنه لم ينقل أيضا عنه صلى الله عليه وسلم، ولما فيه من التكلف، فبأيهما استنجى حصلت السنة، فإن تيسر الأمران معا بلا كلفة فلا مانع من ذلک لما فيه من تنزيه اليد عن الرائحة الكريهة .والله أعلم.

تنبيه :إن الذى دفعنى إلى تحرير القول فى هذا الحديث هو أننى رأيت بعض من ألف فى شرح الترمذى من حنفية الهند نقل كلام النووى فى الاستنباط المذكور وذكر أنه صحح إسناد الحديث، وأقر كل ذلک فأحببت أن أبين حقيقة الأمر، عسى أن ينتفع به من قد يقف عليه، ثم رأيته ذكر كلاما آخر عقب الحديث فيه أشياء تستحق التنبيه عليه، فرأيت من الواجب بيان ذلک أيضا، قال (١٣٣/١)ثم إن أحاديث الجمع قد أخرجها الهيثمى فى "زوائده "بأسانيد فيها كلام للمحدثين، وبوب عليها (باب الجمع بين الماء والحجارة) ، وأخرج فيه حديث ابن ساعدة وابن عباس وابن سلام وغيرهم، وفيها الجمع، وليس فيها رواية لم يتكلم فيها، ومع هذا ليس فيها حديث صريح غير حديث ابن عباس، وأجود ما يحكى فى الباب أثر على بن أبى طالب :إن من كان قبلكم كانوا يبعرون بعرا وأنتم تثلطون ثلطا، فأتبعوا الحجارة الماء ، أخرجه ابن أبى شيبة فى "مصنفه "وعبد الرزاق فى "مصنفه "والبيهقى فى "سننه "بطرق عديدة، وهو أثر جيد كما يقول الإمام الزيلعى فى "نصب الراية "وكذا أخرجه البيهقى رواية عن عائشة من طريق قتادة فى الباب.

قلت :وفى هذا الكلام تدليسات عجيبة وبعض أوهام فاحشة:

أولا :يسمى الأحاديث المشار إليها وقد تقدمت بـ "أحاديث الجمع "مع أنها ليست كذلک إلا على استنباط النووى الواهى، فهو يقلده فى ذلک ويبالغ حتى سماها بهذه التسمية المغلوطة، ولا يقتصر على هذا، بل يؤكد ذلک بقوله :وفيها الجمع، ثم لكى لا يمكن المخالف من نقده يعود فيقول :ومع هذا ليس فيها حديث صريح غير حديث ابن عباس يعنى صريحا فى الجمع .ثانيا :ثم يزعم أن تلک الأحاديث التى فيها الجمع !ليس فيها حديث صريح فى الجمع !بوب الهيثمى عليها "باب الجمع بين الماء والحجارة "، وهذا خلاف الواقع فإنه إنما بوب عليها بقوله " :باب الاستنجاء بالماء "انظر الجزء الأول ص 212من " مجمع الزوائد "، وإنما بوب الهيثمى بما ذكر الحنفى لحديث ابن عباس وحده الذى تفرد بروايته البزار وسبق أن ضعفناه نقلا عن الحافظ، وقال الهيثمى نفسه عقبه :رواه البزار وفيه محمد بن عبد العزيز بن عمر الزهرى ضعفه البخارى والنسائى وغيرهما، وهو الذى أشار بجلد مالک .ثالثا :قوله :(بطرق عديدة) . فيه تدليس خبيث، فإنه لا يروى إلا من طريق واحدة، هى طريق عبد الملک بن عمير عن على، وإنما له طرق عديدة عن عبد الملک هذا، وشتان بين الأمرين، فإنه على قوله لاشک فى ثبوت هذا الأثر عن على وجودته، لطرقه المزعومة، وأما على ما هو الواقع من طريقه الوحيدة، فالثبوت محتمل وإن كان الراجح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

نہیں، اور اسی طرح اگر کسی کو پانی میسر نہ ہو، یا پانی کے استعمال کی وجہ سے دوسروں کے سامنے ستر کا کھلنا لازم آتا ہو، تو پھر ڈھیلے وغیرہ پر بھی اکتفاء کرلینا جائز ہے، اور یہاں بھی پانی کے استعمال پر بے جا اصرار کرنا درست نہیں، جبکہ نجاست مخرج سے دائیں بائیں نہ پھیلی ہو۔

خلاصہ یہ کہ پانی سے استنجاء کرنے سے پہلے ڈھیلے کے استعمال کو بہر صورت سنت قرار دینا، جس کی خلاف ورزی مکروہ کہلاتی ہو، دلائل کی رُو سے راجح معلوم نہیں ہوا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عندنا خلافه، وبيانه فيما يأتي: رابعا: قوله: وهو أثر جيد، أقول: بل هو غير جيد، وإن كان صرح بذلك الزيلعي، فإنه معلول بالانقطاع بين علي وعبد الملك، وبالاختلاط وذلك أن عبد الملك هذا، وإن كان من رجال الشيخين، فقد تكلم فيه من قبل حفظه، وذكروا له رؤية لعلي رضي الله عنه، ولم يذكروا له سماعا، ثم هو على ذلك مدلس، وصفه به ابن حبان، ولذا أورده الذهبي في "الضعفاء" فقال: قال أحمد: مضطرب الحديث، وقال ابن معين: مختلط وقال أبو حاتم: ليس بحافظ ووثقه جماعة، وقال الحافظ في "التقريب": "ثقة فقيه، تغير حفظه، وربما دلس. قلت: فإن كان قد حفظه، فلم يسمعه من علي، فإنه ذكره بصيغة تشعر بذلك، فإنه قال في جميع الطرق عنه: قال: قال علي ..، ومن المعلوم أن المدلس إذا لم يصرح بالتحديث فلا يحتج بحديثه، فمن أين تأتي الجودة إذن لهذا الأثر؟ خامسا: قوله عقب أثر علي المذكور: وكذا أخرجه البيهقي رواية عن عائشة من طريق قتادة في الباب. قلت: وهذا تدليس آخر فإن حديث قتادة في الباب عند البيهقي (1/106)) عن معاذة عن عائشة أنها قالت ": مرن أزواجكن أن يغسلوا عنهم أثر الغائط والبول، فإني أستحييهم، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعله ." ثم رواه من طريق أخرى نحوه بلفظ ": فأمرتهن أن يستنجين بالماء "وهو مخرج في "الإرواء 42) ").

فأنت ترى أنه ليس فيه ذكر للحجارة إطلاقا، فكيف جاز له أن يجعله مثل أثر علي في الجمع بين الماء والحجارة؟ لا يقال: لعله اغتر بإيراد البيهقي له في "باب الجمع في الاستنجاء بين المسح بالأحجار والغسل بالماء "، لأننا نقول: إن ذلك خطأ أو تساهل من البيهقي لا يجوز لمن يدعي التحقيق انتصارا لمذهبه أن يقلد من أخطأ مثل هذا الخطأ البين، لا سيما إذا كان مخالفا له في المذاهب، وخاصة إذا نبه على ذلك من كان موافقا له في المذهب، ألا وهو الشيخ ابن التركماني، فإنه تعقب البيهقي لإيراده في هذا الباب حديث عتبة المتقدم وحديث عائشة هذا، فقال في كل منهما: ليس في الحديث ذكر المسح بالأحجار فهو غير مطابق للباب (سلسلة الاحاديث الضعيفة للالباني، تحت رقم الحديث ۱۰۳۱)

[1] ملحوظ رہے کہ متعدد مشائخِ حنفیہ نے ڈھیلے کے استعمال کے بعد پانی کے استعمال کو ادب قرار دیا ہے، اور اس کے سنت ہونے کی نفی کی ہے، پھر بعض مشائخ کا کہنا یہ ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں ادب میں داخل تھا، اور آج کے زمانہ میں سنت میں داخل ہے، جبکہ بعض حنفیہ نے مطلقاً سنت ہونے کے قول کو صحیح قرار دیا ہے، اور اسی پر فتویٰ کا ذکر کیا ہے۔

مگر ہمارے نزدیک ڈھیلے اور پانی کے اجتماع کا ادب ہونا ہی راجح ہے، قطع نظر اس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس اجتماع کا قصداً لحاظ ہوتا تھا یا نہیں؟

البتہ اگر یہ تاویل کی جائے کہ سنت قرار دینے والوں کی مراد یہ ہے کہ اگر ڈھیلے سے استنجاء کیا ہو، تو اس کے بعد پانی سے استنجاء کرنا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کیونکہ احادیث وروایات سے کثرت کے ساتھ پانی سے استنجاء کرنا اوراس پر اکتفاء کرنا ثابت ہے،اور اسی طرح بعض اوقات ڈھیلے پر اکتفاء کرنا بھی ثابت ہے۔

پس ڈھیلے اوراس کے بعد پانی کے استعمال کا تنقیہ وصفائی زیادہ حاصل ہونے کی وجہ سے ادب میں سے ہونا راجح ہے،جس کی تعبیر بعض حضرات نے افضل اور بعض نے مستحب ہونے سے کی ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مسنون ہے،نہ یہ کہ پانی استعمال کرنے سے پہلے بہرصورت ڈھیلے کا استعمال مسنون ہے،تو ایک حد تک درست قرار دیا جاسکتا ہے۔

والاستنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلك من غير كشف العورة، وإن لم يمكنه ذلك إلا بكشف العورة يستنجي بالأحجار، ولا يستنجي بالماء ، وإتباع الماء الأحجار أدب وليس بسنّة؛ لأن النبي عليه السلام فعله مرة وتركه مرة.من مشايخنا من قال :هذا كان أدباً في زمن النبي عليه السلام وأصحابه، أما في زماننا فهو سنّة، واستدل هذا القائل بما روى عن الحسن البصري رضي الله عنه أنه سئل عن هذا فقال :هو سنّة، فقيل له :كيف يكون سنّة وقد تركه رسول الله عليه السلام مرة وفعل مرة، وكذلك خيار الصحابة، فقال الحسن :إنهم كانوا يبعرون بعراً وأنتم تثلطون ثلطاً، ولا خلاف لأحد في الأفضلية، فإتباع الماء الأحجار أفضل بلا خلاف(المحيط البرهاني، ج ۱ ص ۴۳، الفصل الاول في الوضوء)

(قوله :وغسله بالماء أفضل) يعني بعد الحجارة واختلف فيه فقيل مستحب، وقيل سنة في زماننا، وقيل سنة على الإطلاق وهو الصحيح وعليه الفتوى(الجوهرة النيرة، ج ۱ ص ۴۰، حكم الاستنجاء)

۱ چنانچہ صاحبِ ہدایہ وغیرہ نے پانی اور ڈھیلے کے اجتماع کے ادب ہونے کا ذکر کیا ہے،اور موجودہ زمانے میں اس کے سنت ہونے کے قول کو''قیل'' کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مگر اس ادب کی بناء اہلِ قباء کے عمل کو قرار دینے سے ہمیں اختلاف ہے، بلکہ اس کی بناء تنقیہ وغیرہ کا زیادہ حاصل ہونا ہے،اور اگر کسی نے خود سے ڈھیلا استعمال کیا ہو،تو نماز پڑھنے سے پہلے پانی سے استنجاء کے مسنون ہونے (نہ کہ پانی کے استعمال سے پہلے بہرصورت ڈھیلے کے استعمال کے مسنون ہونے) کی تاویل سے ہمیں بھی اتفاق ہوسکتا ہے،جیسا کہ گزرا۔

ثم هو أدب وقيل هو سنة في زماننا ويستعمل الماء إلى أن يقع في غالب ظنه أنه قد طهر ولا يقدر بالمرات إلا إذا كان موسوسا فيقدر بالثلاث في حقه وقيل بالسبع "ولو جاوزت النجاسة مخرجها لم يجز فيه إلا الماء "(الهداية في شرح المبتدى، ج ۱ ص ۳۹، فصل في الاستنجاء)

وما عن أنس -رضي الله عنه -كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يدخل الخلاء فأحمل أنا وغلام نحوي إداوة من ماء وعنزة فيستنجي بالماء متفق عليه ظاهر في المواظبة بالماء ، ومقتضاه كراهة تركه، وكذا ما روى ابن ماجه عن عائشة قالت ما رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -خرج من غائط قط إلا مس ماء ولكن لا يخفى أن هذا مشترك الدلالة بين كون المس قبل الخروج أو بعده، والمراد أنه -عليه الصلاة والسلام -ما فرغ من قضاء الحاجة إلا توضأ بيانا لملازمته الوضوء والمطلوب يتم بالحديث الأول(فتح القدير، ج ۱ ص ۲۱۲،۲۱۳، فصل في الاستنجاء)

(قوله وقيل هو) أي استعمال الماء سنة في زماننا، قاله الحسن البصري، فقيل له إن أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم -كانوا يتركونه، فقال :إنهم كانوا يبعرون بعرا وأنتم تثلطون ثلطا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ہم نے جو کچھ ماقبل میں تحریر کیا، وہ اللہ اور اپنے درمیان امانت ودیانت کے طور پر ذمہ داری سمجھتے ہوئے بغیر کسی لومۃ لائم کے تحریر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پانی یا ڈھیلے سے استنجاء کا حکم

مذکورہ اور اس جیسے دوسرے دلائل کی روشنی میں چاروں فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پیشاب، پاخانہ سے فراغت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا سنت ومستحب عمل ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ورواه البيهقي في سننه عن علي -رضي الله عنه -قال :إن من كان قبلكم كانوا يبعرون بعرا وأنتم تثلطون ثلطا فأتبعوا الحجارة الماء ، هذا والنظر إلى ما تقدم أول الفصل من حديث أنس وعائشة -رضي الله عنهما -يفيد أن الاستنجاء بالماء سنة مؤكدة في كل زمان لإفادته المواظبة، وإنما يستنجي بالماء إذا وجد مكانا يستر فيه نفسه ولو كان على شط نهر ليس فيه سترة لو استنجى بالماء قالوا يفسق، وكثيرا ما يفعله عوام المصلين في الميضأة فضلا عن شاطء النيل(فتح القدير، ج ا ص ۲۱۵، فصل في الاستنجاء)

وإذا استنجى زالت الكراهة لأن الاستنجاء بالأحجار أقيم مقام الغسل بالماء شرعا للضرورة إذ الإنسان قد لا يجد سترة، أو مكانا خاليا للغسل، وكشف العورة حرام فأقيم الاستنجاء مقام الغسل فتزول به الكراهة كما تزول بالغسل وقد روى عن ابن مسعود -رضي الله عنه -أن النبي -صلى الله عليه وسلم -كان يستنجي بالأحجار ، ولا يظن به أداء الصلاة مع الكراهة(بدائع الصنائع، ج ا ص۱۸، فصل سنن الوضوء)

ثم غسله) أي غسل المحل بعد تنظيفه بنحو الحجر (أدب) أي مستحب......وقيل :هو سنة في زماننا لما روى البيهقي في سننه وابن أبي شيبة في مصنفه عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال :من كان قبلكم كانوا يبعرون بعرا، وأنتم تثلطون ثلطا، فأتبعوا الحجارة الماء .

ثم الغسل وحده أفضل من التنقية بالحجر ونحوه، لإزالة النجاسة بالكلية، ولما في الصحيحين عن أنس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الخلاء فأحمل۔ أنا وغلام نحوي۔ إداوة من ماء وعنزة، فيستنجي بالماء .وفي سنن أبي داود :عن أبي هريرة رضي الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى الخلاء أتيته بماء في تور أو ركوة، فاستنجى، ثم مسح يده على الأرض، ثم آتيه بإناء آخر فيتوضأ.

ومما يدل على مواظبته عليه الصلاة والسلام الموجبة لكونه سنة، ما رواه ابن ماجه عن عائشة قالت :ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من غائط قط إلا مس ماء (شرح النقاية، ج ا ص۱۷۳،احكام الاستنجاء)

[1] يستحب باتفاق المذاهب الأربعة الاستنجاء بالماء .وقد ورد عن بعض الصحابة والتابعين إنكار الاستنجاء به، ولعل ذلک لأنه مطعوم .والحجة لإجزاء استعمال الماء ما روى أنس بن مالک قال :كان النبي صلى الله عليه وسلم يدخل الخلاء ، فأحمل أنا وغلام نحوى إداوة من ماء وعنزة، فيستنجي بالماء متفق عليه . وعن عائشة أنها قالت :مرن أزواجكن أن يستطيبوا بالماء فإني أستحييهم، وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعله. وقد حمل المالكية ما ورد عن السلف من إنكار استعمال الماء بأنه في حق من أوجب استعمال الماء .وحمل صاحب كفاية الطالب ما ورد عن سعيد بن المسيب من قوله :وهل يفعل ذلک إلا النساء ؟ على أنه من واجبهن (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص۱۱۸، وص۱۱۹، مادة "استنجاء")

ومما يدل على مواظبته عليه الصلاة والسلام الموجبة لكونه سنة، ما رواه ابن ماجه عن عائشة قالت :ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من غائط قط إلا مس ماء (شرح النقاية، ج ا ص۱۷۳،احكام الاستنجاء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اور ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء کرنے کے مقابلہ میں پانی سے استنجاء کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، کیونکہ ڈھیلے وغیرہ کے مقابلہ میں نجاست کو دُور کرنے کے سلسلہ میں پانی زیادہ تاثیر رکھتا ہے، وہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی ڈھیلے وغیرہ کے بعد پانی سے استنجاء کرے، اور اس میں تکلف وغلو سے کام نہ لے، تو یہ مزید فضیلت وادب کا باعث ہے، جیسا کہ تفصیلاً گزرا۔ [1]

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر کوئی پیشاب، پاخانہ کے بعد پانی سے بالکل استنجاء نہ کرے، اور وہ ڈھیلے وغیرہ کے استعمال پر اکتفاء کرے، تو کیا اس سے بھی طہارت حاصل ہوجاتی ہے یا نہیں؟

تو اس سلسلہ میں بعض فقہائے کرام کا کہنا تو یہ ہے کہ صرف ڈھیلے وغیرہ کے استعمال پر اکتفاء کرنے سے بھی پاکی حاصل ہوجاتی ہے، اور اس کے بعد نماز پڑھنا جائز ہوجاتا ہے۔

اور بعض فقہائے کرام کا کہنا یہ ہے کہ ڈھیلے وغیرہ سے نجاست دُور نہیں ہوتی، بلکہ خشک ہوجاتی ہے، اور اس کے بعد نجاست کے مزید پھیلنے سے حفاظت ہوجاتی ہے، اور شریعت کی طرف سے ڈھیلے وغیرہ کے استعمال پر اکتفاء کو حرج وتنگی اور نجاست کے کم ہونے کی وجہ سے نماز جائز ہونے کے لئے جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] إن غسل المحل بالماء أفضل من الاستجمار، لأنه أبلغ فی الإنقاء، ولإزالته عين النجاسة وأثرها.
وفی رواية عن أحمد :الأحجار أفضل، ذكرها صاحب الفروع .وإذا جمع بينهما بأن استجمر ثم غسل كان أفضل من الكل بالاتفاق .وبين النووی وجه الأفضلية بقوله :تقديم الأحجار لتقل مباشرة النجاسة واستعمال الماء، فلو استعمل الماء أولا لم يستعمل الحجارة بعده، لأنه لا فائدة فيه .وعند الحنابلة الترتيب بتقديم الاستجمار على الغسل مستحب، وإن قدم الماء وأتبعه الحجارة كره، لقول عائشة :مرن أزواجكن أن يتبعوا الحجارة الماء فإنی أستحييهم، وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعله .وعند الحنفية قيل :الغسل بالماء سنة، وقيل :الجمع سنة فی زماننا .وقيل :سنة على الإطلاق، وهو الصحيح وعليه الفتوى كما فی البحر الرائق.هذا وقد احتج الخرشی وغيره على أفضلية الجمع بين الماء والحجر بأن أهل قباء كانوا يجمعون بينهما، فمدحهم الله تعالى بقوله :(إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين) وحقق النووی أن الرواية الصحيحة فی ذلک ليس فيها أنهم كانوا يجمعون بينهما، وإنما فيها أنهم يستنجون بالماء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص ۱۱۹، مادة "استنجاء")

[2] الاستجمار هل هو مطهر للمحل؟
اختلف الفقهاء فی هذا على قولين:الأول :أن المحل يصير طاهرا بالاستجمار، وهو قول عند كل من الحنفية والمالكية والحنابلة.قال ابن الهمام :والذی يدل على اعتبار الشرع طهارته أنه صلى الله عليه وسلم نهى أن يستنجی بروث أو عظم، وقال :إنهما لا يطهران فعلم أن ما أطلق الاستنجاء به يطهر، إذ لو لم يطهر لم يطلق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کیونکہ احادیث وروایات سے ڈھیلے سے استنجاء اوراس پر اکتفاء کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾الاستنجاء به لهذه العلة .وكذلك قال الدسوقى المالكى :يكون المحل طاهرا لرفع الحكم والعين عنه .والقول الثانى :وهو القول الآخر لكل من الحنفية والمالكية، وقول المتأخرين من الحنابلة :أن المحل يكون نجسا معفوا عنه للمشقة .قال ابن نجيم :ظاهر ما فى الزيلعى أن المحل لا يطهر بالحجر .وفى كشاف القناع للحنابلة :أثر الاستجمار نجس يعفى عن يسيره فى محله للمشقة.وفى المغنى: وعليه لو عرق كان عرقه نجسا.

وجمهور الفقهاء على أن الرطوبة إذا أصابت المحل بعد الاستجمار يعفى عنها.

قال ابن نجيم من الحنفية :بناء على القول بأن المحل بعد الاستجمار نجس معفو عنه، يتفرع عليه أنه يتنجس السبيل بإصابة الماء .وفيه الخلاف المعروف فى مسألة الأرض إذا جفت بعد التنجس ثم أصابها الماء ، وقد اختاروا فى الجميع عدم عود النجاسة، فليكن كذلك هنا .ثم نقل عن ابن الهمام قوله :أجمع المتأخرون -أى من الحنفية -على أنه لا ينجس المحل بالعرق، حتى لو سال العرق منه، وأصاب الثوب والبدن أكثر من قدر الدرهم لا يمنع (أى لا يمنع صحة الصلاة).

ونقل القرافى عن صاحب الطراز وابن رشد :يعفى عنه لعموم البلوى .قال :وقد عفى عن ذيل المرأة تصيبه النجاسة، مع إمكان شيله، فهذا أولى، ولأن الصحابة رضى الله عنهم كانوا يستجمرون ويعرقون .والقول الآخر :قاله الشافعية، وابن القصار من المالكية :لا ينجس إن لم تتعد الرطوبة محل الاستجمار، وينجس إن تعدت النجاسة محل العفو (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص۱۲۰، وص۱۲۱، مادة "استنجاء")

۱؎ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ، فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَلْيَسْتَطِبْ بِهَا؛ فَإِنَّهَا تَجْزِى عَنْهُ (نسائی، رقم الحديث ۴۴)

أَبُو إِدْرِيسَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ (بخاری، رقم الحديث ۱۶۱)

أَخْبَرَنِى أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوتِرْ (مسلم، رقم الحديث ۲۳۹"۲۴")

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ :كَانَ الْأَسْوَدُ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ يَدْخُلاَنِ الْخَلاَءَ ، فَيَسْتَنْجِيَانِ بِأَحْجَارٍ ، وَلاَ يَزِيدَانِ عَلَيْهَا ، وَلاَ يَمَسَّانِ مَاءً (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحديث ۱۶۴۷، مَنْ كَانَ لاَ يَسْتَنْجِى بِالْمَاءِ وَيَجْتَزِءُ بِالْحِجَارَةِ)

عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ ؛ أَنَّ سَلَمَةَ كَانَ لاَ يَسْتَنْجِى بِالْمَاء (ایضاً، رقم الحديث ۱۶۵۷)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :كَانَ عَلْقَمَةُ وَالأَسْوَدُ ، أَوْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ ، لاَ يَزِيدَانِ عَلَى ثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ (ایضاً، رقم الحديث ۱۶۵۸)

عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، قَالَ :كَانَ ابْنُ عُمَرَ لاَ يَسْتَنْجِى بِالْمَاءِ ، كُنْتُ آتِيهِ بِحِجَارَةٍ مِنَ الْحَرَّةِ ، فَإِذَا امْتَلأَتْ خَرَجْتُ بِهَا وَطَرَحْتُهَا ، ثُمَّ أَدْخَلْتُ مَكَانَهَا (ایضاً، رقم الحديث ۱۶۵۹)

وقد تقدم القول على معنى قوله فليوتر فى الكلام على حديث بن مسعود واستدل بعض من نفى وجوب الاستنجاء بهذا الحديث للإتيان فيه بحرف الشرط ولا دلالة فيه وإنما مقتضاه التخيير بين الاستنجاء بالماء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

اور یہ ڈھیلے وغیرہ کے استعمال پر اکتفاء کا حکم اس وقت ہے جبکہ نجاست اپنے مخرج (یعنی پیشاب، پاخانہ خارج ہونے والے مقام) سے دائیں، بائیں نہ پھیلی ہو۔

اور اگر نجاست اپنے مخرج (یعنی پیشاب، پاخانہ خارج ہونے والے مقام) سے دائیں، بائیں پھیل گئی، اور متجاوز ہوگئی ہو، تو پھر نماز پڑھنے کے لئے ڈھیلے وغیرہ پر اکتفاء کرنا کافی نہیں ہوتا، بلکہ پانی وغیرہ سے استنجاء کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أو بالأحجار والله أعلم (فتح البارى لابن حجر، ج ۱ ص ۲۶۳، باب الاستنثار)

فيه جواز استنجاء بالأحجار وفيه الرد على من أنكر ذلك كما بيناه مستقصى (عمدة القارى للعينى، ج ۲ ص ۳۰۰، باب الاستنجاء بالحجارة)

وكان يستجمر بالأحجار وترا ويجمر ثيابه وترا انتهى وفيه إجزاء الاستنجاء بالحجر أى وما فى معناه ولم يخالف فيه من يعتد به لكن الأفضل الماء (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۲۴)

قوله: (وألا يستنجى أحدنا بأقل من ثلاثة أحجار يعنى :إذا لم يستعمل الماء ؛ لأن الماء إذا وجد فاستعماله هو الأصل، لكن إذا لم يوجد ماء فإنه يستنجى بالحجارة أو غيرها مما يقوم مقامها من الأشياء التى ليس فيها شىء محذور بأن يستعمل حجارة أو مناديل أو ورقاً ليس فيه كتابة، وكذلك لا يستعمل الأشياء المحترمة كالأطعمة أو ما إلى ذلك (شرح سنن ابى داود للعباد، ج۵، ص۳، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة)

والاستنجاء بثلاثة أحجار واجب عند الشافعى وإن حصل النقاء بأقل، وعند أبى حنيفة النقاء متعين لا العدد اهـ .لقوله -صلى الله عليه وسلم :-(من استجمر فليوتر) من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج فالأمر للاستحباب والنهى للتنزيه (مرقاة، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء)

[۱] پھر اکثر فقہائے کرام (یعنی حنابلہ، شافعیہ اور مالکیہ) کے نزدیک اگر پاخانہ اپنے مخرج سے بڑھ جائے، اور پیشاب حشفہ کو گھیر لے، اور حنفیہ کے نزدیک اگر پھیلاؤ میں ایک درہم (یا ہتھیلی کے گہراؤ) سے زیادہ تجاوز کر جائے، تو یہ مخرج سے متجاوِز ہونے میں داخل ہے، اور مخرج سے متجاوز ہونے والی مقدار کا (نہ کہ پوری مقدار کا) پانی سے ازالہ یا پانی وغیرہ سے استنجاء ضروری ہے، البتہ مالکیہ اور حنفیہ میں سے امام محمد کے نزدیک مخرج سمیت پوری مقدار کا پانی وغیرہ سے ازالہ ضروری ہے۔

المواضع التى لا يجزء فيها الاستجمار:

أ -النجاسة الواردة على المخرج من خارجه:

إن كان النجس طارئا على المحل من خارج أجزأ فيه الاستجمار فى المشهور عند الحنفية.

وصرح الشافعية والحنابلة بأن الحجر لا يجزء فيه، بل لا بد من غسله بالماء .وهو قول آخر للحنفية .ومثله عند الشافعية، ما لو طرأ على المحل المتنجس بالخارج طاهر رطب، أو يختلط بالخارج كالتراب .ومثله ما لو استجمر بحجر مبتل، لأن بلل الحجر يتنجس بنجاسة المحل ثم ينجسه.

وكذا لو انتقلت النجاسة عن المحل الذى أصابته عند الخروج، فلا بد عندهم من غسل المحل فى كل تلك الصور.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

استنجاء کے بعد قطرہ برآمد ہونے کے وسوسہ کا مستحب علاج

بعض احادیث میں استنجاء کے بعد پیشاب گاہ کے مقام پر پانی کی چھینٹیں مارنے کا ذکر آیا ہے، جن کی اسناد پر بعض حضرات نے اگرچہ کلام کیا ہے، لیکن ایک تو یہ احادیث مختلف سندوں سے مروی ہیں، دوسرے ان احادیث سے استحباب کے درجہ کا عمل ثابت ہوسکتا ہے، اور فقہائے کرام نے بھی اس عمل کو مستحب ہی قرار دیا ہے۔

اور بہت سے محدثین نے اس عمل کی یہ وجہ بیان کی ہے تاکہ بعد میں پیشاب کے قطروں کے وسوسوں سے حفاظت رہے، اور جب پیشاب کے قطروں کا وسوسہ آئے تو پانی کی چھینٹوں سے یہ سمجھ لے کہ یہ تو پانی ہے۔

چنانچہ حضرت سفیان بن حکم یا حکم بن سفیان سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَيَنْتَضِحُ (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۶۰۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیشاب کرتے، تو وضو کرتے، اور (شرم گاہ کے مقام پر) پانی چھڑکتے (حاکم)

اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ب -ما انتشر من النجاسة وجاوز المخرج:

اتفقت المذاهب الأربعة على أن الخارج إن جاوز المخرج وانتشر كثيرا لا يجزء فيه الاستجمار، بل لا بد من غسله .ووجه ذلک أن الاستجمار رخصة لعموم البلوى، فتختص بما تعم به البلوى، ويبقى الزائد على الأصل فى إزالة النجاسة بالغسل.

لكنهم اختلفوا فى تحديد الكثير، فذهب المالكية والحنابلة والشافعية إلى أن الكثير من الغائط هو ما جاوز المخرج، وانتهى إلى الألية، والكثير من البول ما عم الحشفة.

وانفرد المالكية فى حال الكثرة بأنه يجب غسل الكل لا الزائد وحده.

وذهب الحنفية إلى أن الكثير هو ما زاد عن قدر الدرهم، مع اقتصار الوجوب على الزائد عند أبى حنيفة وأبى يوسف، خلافا لمحمد، حيث وافق المالكية فى وجوب غسل الكل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص ۱۲۱، مادة "استنجاء")

۱ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا، وَإِنَّمَا تَرَكَاهُ لِلشَّكِّ فِيهِ، وَلَيْسَ ذَلِكَ مِمَّا يُوهِنُهُ .وَقَدْ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ، وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَلَى رِوَايَتِهِ أَيْضًا بِالشَّكِّ .

وقال الذهبی فی التلخيص: على شرطهما.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَرَشَّ بِهَا نَحْوَ الْفَرْجِ، قَالَ " :فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُشُّ بَعْدَ وُضُوئِهِ "(مسند احمد، باب حديث أسامة بن زيد حب رسول الله ﷺ، رقم الحديث ۲۱۷۷۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مروی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور اُن کو وضو کی تعلیم دی، تو وضو سے فارغ ہونے کے بعد پانی کا ایک چلّو لیا اور شرمگاہ کی طرف اُس کو چھڑک دیا، حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وضو کے بعد پانی کے چھینٹیں مار لیا کرتے تھے (مسند احمد)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

عن النبي صلى الله عليه وسلم " :أن جبريل عليه السلام أتاه في أول ما أوحي إليه، فعلمه الوضوء والصلاة، فلما فرغ من الوضوء ، أخذ غرفة من ماء ، فنضح بها فرجه "(مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۴۸۰ ،حديث زيد بن حارثة) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مروی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ

---

[1] رواه أحمد وفيه رشدين بن سعد وثقه هيثم بن خارجة وأحمد بن حنبل في رواية وضعفه آخرون كذا في مجمع الزوائد(تحفة الاحوذي، ج ۱ ص ۱۴۰ ، باب في النضح بعد الوضوء)

قلت :وهذا إسناد رجاله كلهم ثقات رجال الشيخين غير ابن لهيعة، فهو ضعيف لسوء حفظه، لكن تابعه رشدين عند أحمد وابنه 5)/203) والدارقطني وهو ابن سعد وهو في الضعف مثل ابن لهيعة، فأحدهما يقوي الآخر .لاسيما وله شاهد من حديث أبي هريرة مرفوعا بلفظ " :جاءني جبريل، فقال :يا محمد إذا توضأت فانتضخ ."

أخرجه ابن ماجه 1)/173) مختصرا والترمذي 1)/71) وهذا لفظه وقال: "حديث غريب وسمعت محمدا يقول :الحسن بن علي الهاشمي منكر الحديث ." وفي "التقريب "أنه ضعيف .وله شواهد أخرى في النضح من فعله صلى الله عليه وسلم، خرجت بعضها في "صحيح أبي داود 159) "(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۸۴۱)

فالحديث الفعلي حسن بمجموع الطريقين عن عقيل، واختلاف ابن لهيعة وابن سعد في إسناده لا يضر لأنه على كل حال مسند، فإن أسامة بن زيد صحابي كأبيه. وأما الحديث القولي فمنكر .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، رقم الحديث ۱۳۱۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

علیہ وسلم پر ابتدائے وحی کے دور میں نازل ہوئے ،تو آپ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی، پھر جب وضو سے فارغ ہوگئے تو پانی کا چلّو بھرا، پھر اس کو شرمگاہ کی طرف چھڑک دیا (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَنَضَحَ فَرْجَهُ (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۶۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پھر (اپنی شرم گاہ کے مقام پر) پانی چھڑکا (ابنِ ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :جَاءَنِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ "(ترمذی،رقم الحديث ۵۰، باب ماجاء فی النضح بعد الوضوء) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبریل تشریف لائے، پھر انہوں نے (قولی طور پر یا عملاً دکھلا کر) فرمایا کہ اے محمد! جب آپ وضو کر چکیں تو (شرمگاہ کے مقام پر) پانی کے چھینٹیں ماریں (ترمذی)

اس حدیث کی سند کو امام ترمذی نے غریب وضعیف قرار دیا ہے، لیکن بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے، اور فضیلت واستحباب کی حد تک اس کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ ۲

---

۱ قال الترمذی:هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ .وسَمِعْت مُحَمَّدًا، يَقُولُ :الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ،وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ .وقَالَ بَعْضُهُمْ سُفْيَانُ بْنُ الْحَكَمِ، أَوِ الْحَكَمُ بْنُ سُفْيَانَ، وَاضْطَرَبُوا فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

۲ (وعن أبی هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(جاء نی جبريل فقال :يا محمد!) فيه إشارة إلى أن النهى عن النداء باسمه مخصوص بالإنسان (إذا توضأت) أى فرغت من الوضوء (فانتضح) أى فرش الماء على الفرج أو السروال (رواه الترمذی، وقال هذا حديث غريب) أى :تفرد به راويه (وسمعت محمدا يعنى :البخاری يقول) أى محمد (الحسن بن علی الهاشمی الراوی) : بسكون الياء راوی هذا الحديث الذی تفرد به (منكر الحديث) : المنكر ما تفرد به من ليس ثقة ولا ضابطا هو الصواب قاله الطيبی، ومع ذلک فهو لم يشتد ضعفه لتعدد طرقه السابقة فيكون حجة فی فضائل الأعمال(مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۳۹۰، باب آداب الخلاء)

(إذا توضأت) بتاء الخطاب أى فرغت من وضوئک (فانتضح) أى رش الماء ندبا على فرجک وما يليه من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ، أَوِ الْفِطْرَةُ، الْمَضْمَضَةُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَالسِّوَاكُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَالِاخْتِتَانُ، وَالِانْتِضَاحُ (مسند احمد،رقم الحديث ۱۸۳۲۷، سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۵۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چیزوں کا تعلق فطرت سے ہے، یا یہ چیزیں فطرت ہیں، ایک تو کلی کرنا، دوسرے ناک میں پانی ڈالنا، تیسرے مونچھوں کو کاٹنا، چوتھے مسواک کرنا، پانچویں ناخن کاٹنا، چھٹے جسم کے مخصوص حصوں پر جمے ہوئے میل کو دھونا، ساتویں بغلوں کے بال اکھاڑنا، آٹھویں زیرِ ناف بال مونڈنا، نویں ختنہ کرنا، دسویں پانی چھڑکنا (مسند احمد، ابوداؤد)

بہت سے محدثین نے اس حدیث میں پانی چھڑکنے سے مراد وضو یا استنجاء کے بعد شرمگاہ پر پانی چھڑکنا مراد لیا ہے، جس کی تائید گزشتہ احادیث سے ہوتی ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الإزار حتى إذا أحسست ببلل فقدر أنه بقية الماء لئلا يشوش الشيطان فكرک ويتسلط عليک بالوسواس قال الغزالی :وبه يعرف أن الوسوسة تدل على قلة الفقه وقيل أراد بالنضح صب الماء على العضو ولا يقتصر على مسحه حكاه المنذر وفيه ما فيه

(هـ عن أبی هريرة) قال مغلطای فی شرح ابن ماجه سأل الترمذی عنه البخاری فقال الحسن بن علی الهاشمی أی أحد رجاله منكر الحديث وقال ابن حبان هذا حديث باطل وقال العقيلی لا يتابع عليه الهاشمی وقال الدارقطنی له مناكير وعبد الحق سنده ضعيف فرمز المؤلف لحسنه غير صواب نعم قال مغلطای له إسناد عند غير ابن ماجه صالح فلعل المؤلف أراد أنه حسن لشواهده(فيض القدير للمناوی،رقم الحديث ۵۴۰)

قلت والحق أن المراد بالانتضاح فی هذا الحديث هو الرش على الفرج بعد الوضوء كما يدل عليه ألفاظ أكثر الأحاديث الواردة فی هذا الباب(تحفة الاحوذی، ج ۱ ص ۱۳۹، باب فی النضح بعدالوضوء)

[۱] عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الْفِطْرَةُ الْمَضْمَضَةُ ، وَالِاسْتِنْشَاقُ ، وَالسِّوَاكُ ، وَقَصُّ الشَّارِبِ ، وَنَتْفُ الإِبِطِ ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ ، وَالِانْتِضَاحُ بِالْمَاءِ ، وَالْخِتَانُ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۰۶۰)

قال الجمهور الانتضاح نضح الفرج بماء قليل بعد الوضوء لينفی عنه الوسواس وقيل هو الاستنجاء بالماء وذكر بن الأثير أنه روى انتقاص الماء بالفاء والصاد المهملة وقال فی فصل الفاء قيل الصواب أنه بالفاء قال والمراد نضحه على الذكر من قولهم لنضح الدم القليل نفصه وجمعها نفص وهذا الذی نقله شاذ والصواب ما سبق والله أعلم (شرح النووی على مسلم، ج۳ص ۱۵۰، باب خصال الفطرة)﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بعض تابعین کے آثار سے بھی قطرہ برآمد ہونے کا شک ہونے کی صورت میں پانی چھڑکنے کے عمل کی تائید ہوتی ہے۔ ۱؎

مذکورہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر اکثر فقہائے کرام نے فرمایا کہ پانی سے استنجاء یا وضو کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ (شلوار) پر پانی کے چھینٹے مار لینا، خاص طور پر جسے قطرے برآمد ہونے کے وسوسے آتے ہوں، مستحب ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قوله " :والانتضاح "وهو رش الماء على الفرج بعد الوضوء، لينفى عنه الوسواس، وقيل :هو الاستنجاء بالماء (شرح ابى داوٗد للعينى، ج ۱ ص ۱۷۳، باب السواک من الفطرة)

قوله (والانتضاح) أى هو نضح الفرج بشىء من الماء كما تقدم (حاشية السندى على سنن ابنِ ماجه، ج ۱ ص ۱۲۷، باب الفطرة)

والانتضاح :نضح الفرج بماء قليل بعد الوضوء لينفى عنه الوسواس (نيل الاوطار للشوكانى، ج ۱ ص ۱۴۴، باب الختان)

وأما الانتضاح فهو رش الماء واختلف فى موضع استحبابه فحكى النووى عن الجمهور أنه نضح الفرج بماء قليل بعد الوضوء لدفع الوسواس.

ويدل له ما رواه أبو داود وابن ماجه، واللفظ له من حديث الحكم بن سفيان الثقفى أنه رأى رسول الله - صلى الله عليه وسلم -توضأ ثم أخذ كفا من ماء فنضح به فرجه .

ولابن ماجه من حديث زيد بن حارثة قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-علمنى جبريل الوضوء وأمرنى أن أنضح تحت ثوبى مما يخرج من البول بعد الوضوء فقوله بعد الوضوء متعلق بأنضح لا بقوله يخرج؛ لأنه لو خرج البول بعد الوضوء لوجبت إعادة الوضوء ولابن ماجه أيضا من حديث أبى هريرة إذا توضأت فانتضح وله من حديث جابر توضأ رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فنضح فرجه وقيل :إن الانتضاح المذكور هو أن ينضح ثوبه بالماء بعد الفراغ من الاستنجاء لدفع الوسواس أيضا حتى إذا توهم نجاسة ببلل فى ثوبه أو بدنه أحال به على الماء الذى نضح به ويدل له ما رواه أبو داود من رواية رجل من ثقيف عن أبيه قال رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -بال ثم نضح فرجه، والأول أصح ويحتمل أن يراد بالنضح هنا غسل البول فيكون المراد الاستنجاء فإن النضح يطلق ويراد به الغسل أيضا والله أعلم، وقد حكاه النووى فى شرح مسلم قولان (طرح التثريب فى شرح التقريب لأبى الفضل العراقى، ج ۲، ص ۸۵، وص ۸۶، فائدة من خصال الفطرة الانتضاح)

۱؎ أخبرنا مالك أخبرنا الصلت بن زييد أنه سأل سليمان بن يسار عن بلل يجده فقال :انضح ما تحت ثوبك واله عنه . قال محمد :وبهذا نأخذ إذا كثر ذلك من الإنسان وأدخل الشيطان عليه فى الشك وهو قول أبى حنيفة رحمه الله (مؤطا امام محمد، رقم الحديث ۴۴، باب الوضوء من المذى)

۲؎ ذكر الحنفية والشافعية والحنابلة :أنه إذا فرغ من الاستنجاء بالماء استحب له أن ينضح فرجه أو سراويله بشىء من الماء، قطعا للوسواس، حتى إذا شك حمل البلل على ذلك النضح، ما لم يتيقن خلافه. وهذا ذكره الحنفية أنه يفعل ذلك إن كان الشيطان يريبه كثيرا. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

مذکورہ بالا تمام باتوں کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ قطروں کے برآمد ہونے کے وسوسوں کی وجہ سے دیر تک استنجاء کرتے رہنے اور عضوتناسل کو ملتے رہنے کے عمل کی وجہ سے حقیقت میں قطرے برآمد ہونا شروع ہوجاتے ہیں، کیونکہ جب کوئی شخص قطروں کی آمد کا تصور وارادہ کرتا رہتا ہے، اور عضو کو دباتا رہتا ہے، تو خود یہ عمل مستقل قطرے برآمد ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت (حکیم الامت رحمہ اللہ کے خلیفہ) خواجہ (عزیزالحسن مجذوب) صاحب نے (حضرت حکیم الامت سے) عرض کیا کہ مجھے استنجے میں بڑے وسوسے آتے ہیں بہت دیر میں بمشکل تمام خشک ہوتا ہے، ملنے سے کچھ نہ کچھ نکلتا ہی رہتا ہے، فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کیجئے، معمولی طور سے استنجاء کرکے دھولینا چاہیئے، عوارفُ المعارف میں لکھا ہے کہ اس کا حال تھن کا سا ہے کہ جب تک ملتے رہیں کچھ نہ کچھ نکلتا رہتا ہے، اگر یونہی چھوڑ دیں تو کچھ بھی نہیں، حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ بعد کو قطرہ نکل آتا ہے، فرمایا کہ کچھ خیال نہ کیجئے چاہے بعد کو نمازوں کا اعادہ کرلیجئے گا، لیکن جب تک بہ تکلف جبر کرکے وسوسے کے خلاف نہ کیجئے گا، یہ مرض نہ جائے گا، اس کی وجہ سے تو آپ بڑی تکلیف میں ہیں، حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ رطوبت (تری) کی وجہ سے ایک وقت کے وضو میں دوسرے وقت کے وضو کے لئے شک پڑجاتا ہے، اس کی وجہ سے رومال بھی دھونا پڑتا ہے۔ فرمایا کہ نہ وضو کیجئے نہ رومال دھویا کیجئے، چند روز بہ تکلف بے التفاتی (بے توجہی) کرنے سے وسوسے جاتے رہیں گے (کمالاتِ اشرفیہ ص۳۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے قطرہ کے وسوسے اور وہم پر عمل کرنے سے یہ نفسیاتی بیماری بن جاتی ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن ظن خروج شيء بعد الاستنجاء فقد قال أحمد بن حنبل :لا تلتفت حتى تتيقن، واله عنه فإنه من الشيطان، فإنه يذهب إن شاء الله(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴،ص ۱۲۵ ،مادة استنجاء)

ج- -الانتضاح بعد الاستنجاء من أجل قطع الوسواس:

ذهب الشافعية والحنابلة إلى أنه يستحب لمن استنجى بالماء أن ينضح فرجه وسراويله قطعا للوسواس ، ولما روى أبو هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :جاء ني جبريل فقال :يا محمد إذا توضأت فانضح. وصرح الحنفية بأن من يعرض له الشيطان كثيرا لا يلتفت إليه، بل ينضح فرجه أو سراويله بماء حتى إذا شك حمل البلل على ذلك النضح ما لم يتيقن خلافه . وعن أحمد :لا ينضح

قال الإمام أحمد فيمن ظن خروج شيء من البول بعد الاستنجاء :لا تلتفت إليه، حتى تتيقن، واله عنه، فإنه من الشيطان، فإنه يذهب إن شاء الله(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳،ص ۱۵۵ ،مادة وسوسة)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075307530

اور پھر حقیقت میں قطرے آنا شروع ہوجاتے ہیں، لہٰذا ان سے بے توجہی اختیار کرنی چاہیئے، اور مسنون و مستحب اعمال کو اختیار کرنا چاہیئے۔

خلاصۂ کلام

خلاصہ یہ کہ قضائے حاجت (پیشاب، پاخانہ) کے بعد پانی سے استنجاء کرنا بلکہ اس پر اکتفاء کرنا سنت و مستحب عمل ہے، جو احادیث و روایات سے ثابت اور اللہ کا پسندیدہ و محبوب عمل ہے، اور ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ نجاست (یعنی پیشاب، پاخانہ) اپنے مخرج سے اردگرد نہ پھیلی ہو۔ اور پہلے ڈھیلا اور اس کے بعد پانی سے استنجاء کرنا بعض صورتوں میں تنقیہ اور صفائی کے زیادہ حاصل ہونے کی وجہ سے ادب و مستحب درجہ کا عمل ہے، لیکن اس میں غلو کرنا، یا اس کو اپنے درجہ سے بڑھانا اور اس پر بہر صورت مُصِر رہنا درست نہیں۔

اور اگر کسی کو پیشاب کے بعد قطرہ وغیرہ برآمد ہونے کے وسوسے آتے ہوں، تو اسے ان وسوسوں کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیئے، اور اس طرح کے وسوسوں کا احادیث میں یہ علاج بتلایا گیا ہے کہ وضو کرنے کے بعد پیشاب گاہ کے مقام پر پانی کے چھینٹیں مار لے، اور جب قطرہ خارج ہونے کا وسوسہ آئے، تو یہ سمجھے کہ یہ پیشاب کے قطرہ کے بجائے پاک پانی کے مارے ہوئے چھینٹوں کا اثر ہے۔

اور اس طرزِ عمل کے بجائے ڈھیلے اور ٹیشو پیپر وغیرہ کے استعمال میں غلو و مبالغہ کرنے اور دیر تک اس عمل میں مشغول رہنے میں مذکورہ شرعی و نفسیاتی خرابیوں کے بجائے، ایک خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مثانہ اور پیشاب گاہ کی روک اور پکڑ نیز قوتِ ارادیہ کمزور پڑ جاتی ہے، اور پھر حقیقت میں قطروں کی بیماری پیدا ہوجاتی ہے، جس سے جان چھڑانا مشکل ہوجاتا ہے، تاآنکہ اس طرف سے بے توجہی اختیار نہ کی جائے، اور وسوسوں کو اہمیت نہ دی جائے، اور ان کے تقاضے و داعیہ پر عمل کرنے کو ترک نہ کیا جائے۔

اور بعض اوقات گندے ڈھیلوں اور ردی کاغذ اور میٹیریل سے تیار شدہ ٹشو پیپر کے استعمال سے بالخصوص جبکہ کثرت اور غلو کے ساتھ استعمال ہو، مختلف بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان۔ ۸/محرم الحرام/۱۴۳۵ھ 13/نومبر/2013ء بروز بدھ

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

* 1 دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

نیک عمل سے خوشی اور برے عمل سے غم کا ہونا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَسُرَّ بِهَا، وَعَمِلَ سَيِّئَةً فَسَاءَتْهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ (مسنداحمد، رقم الحديث ۱۹۵۶۵،صحيح)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کوئی نیکی کرے اور اس پر اسے خوشی ہو اور کوئی برا کام (یعنی گناہ) کرے، اور اس پر اسے غم ہو تو وہ مؤمن ہے (مسند احمد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا الْإِيمَانُ ؟ قَالَ " :إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ، وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ . "قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا الْإِثْمُ ؟ قَالَ " :إِذَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ (مسنداحمد، رقم الحديث ۲۲۱۶۶،صحيح)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان کیا ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں اپنی نیکی سے خوشی ہو، اور اپنی برائی سے غم ہو، تو تم مؤمن ہو، اس نے عرض کیا کہ گناہ کیا ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی چیز تمہارے دل میں کھٹکے تو اسے چھوڑ دو (کیونکہ یہ اس کے گناہ ہونے کی علامت ہے) (مسند احمد)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک عمل کر کے اس کی وجہ سے دل میں خوشی ومسرت کا محسوس ہونا اور برائی وگناہ کے بعد اس کی وجہ سے دل میں غم محسوس ہونا، ایمان اور مومن ہونے کی نشانی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۴۱)

حضرت یعقوب کا حضرت یوسف کی قمیص کی خوشبو محسوس کرنا

جس قافلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص تھی، جب وہ شہر سے باہر نکلا، تو کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پاس والوں سے کہا کہ اگر تم مجھے بہکا ہوا خیال نہ کرو، تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ [1]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۹۴)

یعنی ”اور جب قافلہ چلا تو ان کے والد نے کہنا شروع کیا کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آ رہی ہے، اگر تم مجھ کو (بڑھاپے میں) بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو“

اللہ تعالیٰ نے اتنی دور سے قمیص یوسف علیہ السلام کے ذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو یعقوب علیہ السلام کے دماغ تک پہنچا دی، اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے وطن کنعان ہی کے ایک کنویں میں تین روز تک پڑے رہے تو اس وقت یہ خوشبو محسوس نہیں ہوئی، لیکن حضرت

---

[1] مصر سے کنعان تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آٹھ دن کی مسافت کا راستہ تھا، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی فرسخ یعنی تقریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ تھا (چار سو کلومیٹر کے لگ بھگ)

قال أبوهم يعقوب عليه السلام لمن حضره إنى لأجد ريح يوسف فيه دليل على ان ريح الجنة كان من يوسف نفسه لا من قميصه -والا لقال ريح قميص يوسف -قال البغوى روى ان ريح الصبا استأذنت ربها فى ان يأتى يعقوب بريح يوسف قبل ان يأتيه البشير -قال مجاهد أصاب يعقوب ريح يوسف من مسيرة ثلاثة ايام -وحكى عن ابن عباس من مسيرة ثمان ليال -وقال الحسن كان بينهما ثمانون فرسخا -وقيل هبت ريح فاحتملت ريح القميص الى يعقوب -فوجد ريح الجنة فعلم ان ليس فى الأرض من ريح الجنة الا ما كان من ذلك القميص -فلذلك قال إنى لأجد ريح يوسف لولا أن تفندون(التفسير المظهرى، تحت سورة يوسف ،رقم الآية ۹۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075307530

یوسف کی قمیص کی خوشبو سینکڑوں میل دور سے محسوس کرلی۔

حضرت یوسف کی زندگی کے تمام تر واقعات میں اللہ کی مشیت ہی کام کرتی نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب کے صبر وتحمل اور توکل علی اللہ کا پورا پورا امتحان لیا، پھر جب اس امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد اس کے انعام سے مستفید ہونے کا وقت آیا تو ملاقات سے پہلے ہی حضرت یعقوب پر خاص کیفیت طاری کردی، یا وحی کے ذریعہ سے مطلع کردیا، مگر حضرت یعقوب علیہ السلام اس کیفیت کا اپنے گھر والوں سے کھل کر اظہار کرنے سے بھی ہچکچا رہے تھے، اور جب یہ بات کہی بھی، تو اس انداز سے کہی کہ اگر تم لوگ یوں نہ کہنے لگو کہ میں بڑھاپے کی وجہ سے کچھ بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہوں، تو بات یہ ہے کہ مجھے آج یوسف کی خوشبو آرہی ہے اور مشکل یہ ہے کہ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔

چنانچہ گھر والوں نے ویسی ہی باتیں کیں جیسا کہ حضرت یعقوب کو اندیشہ تھا، کہ یوسف کا ذکر تو تم اکثر کرتے ہی رہتے ہو، اس کی محبت، اس کے زندہ ہونے اور اس سے دوبارہ ملنے کا یقین تو تمہارے دل میں گھر کرچکا ہے، یہ تو وہی پرانی باتیں ہیں جو یوسف کی خوشبو بن کر تمہارے دماغ میں آرہی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۹۵)

یعنی ''لوگ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہیں''

مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف کی محبت اس کے زندہ ہونے اور دوبارہ ملنے کا یقین آپ کے دل میں جاگزیں ہے، وہ ہی پرانے خیالات ہیں جو یوسف کی خوشبو بن کر دماغ میں آتے ہیں، کیونکہ ان کا گمان یہ تھا کہ حضرت یوسف اب کہاں آنے لگے، ان کی تو وفات بھی ہوگئی ہوگی۔

حضرت یعقوب کی بینائی کا لوٹ آنا

جب خوشخبری سنانے والا شخص آ پہنچا اور اس نے حضرت یوسف کا کرتہ حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈال دیا، تو اس سے ان کی کھوئی ہوئی بینائی لوٹ آئی، تو انہوں نے ان تعجب کرنے والے سے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْۤ

Idara Ghufran

اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة يوسف ، رقم الآية ۹۶)

یعنی ”پھر جب خوشخبری لانے والا آیا، تو اس نے یوسف (علیہ السلام) کی قمیص یعقوب (علیہ السلام) کے منہ پر ڈال دی، تو فوراً ان کی (کھوئی ہوئی) بینائی لوٹ آئی، حضرت یعقوب نے کہا کہ میں تم سے کہتا نہ تھا؟ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے“

بعض روایات میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے یہودا لائے تھے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس واقعہ کئی سال پہلے جب ان بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے کا کھانا بیان کیا تھا، اور دھوکے کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص جس بھائی نے پیش کی تھی، وہ یہی یہودا تھے، اس لئے اس مرتبہ بھی یہودا اس پچھلے واقعہ کی تلافی کے لئے یہ کرتہ بھی یہی یہودا لائے کہ برائی کے بدلے بھلائی ہو جائے، بری خبر کے بدلے خوشخبری ہو جائے۔[1]　　(جاری ہے)

---

[1] حدثنا أبو كريب ، قال، حدثنا وكيع ، عن إسرائيل ، عن أبى سنان ، عن ابن أبى الهذيل ، عن ابن عباس ، فى قوله: (ولما فصلت العير قال أبوهم إنى لأجد ريح يوسف لولا أن تفندون) ، قال: هاجت ريح ، فجاء ت بريح يوسف من مسيرة ثمان ليالٍ ، فقال: (إنى لأجد ريح يوسف لولا أن تفندون)(تفسير الطبرى، رقم الرواية ۱۹۸۰۲)

وقال ابن عباس هو يهودا -قال السدى قال يهودا انا ذهبت بالقميص ملطخا بالدم الى يعقوب فاخبرته ان يوسف أكله الذئب -فانا اذهب اليوم بالقميص فاخبره انه حى -فافرحه كما احزنته -قال ابن عباس حمله يهودا وخرج حافيا حاسرا يعدو ومعه سبعة ارغفة لم يستوف أكلها حتى اتى أباه وكانت المسافة ثمانين فرسخا -وقيل البشير مالک بن وعر ألقاه القى البشير قميص يوسف على وجهه اى وجه يعقوب فارتد بصيرا فعاد بصيرا بعد ما كان أعمى وعادت قوته بعد الضعف وشبابه بعد الهرم (التفسير المظهرى، تحت سورة يوسف ،رقم الآية ۹۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

حجامہ یا سینگی لگوانا (قسط ۶)

(Cupping Therapy)

حجامہ سے متعلق چند شرعی احکام

احادیث وروایات کے بعد حجامہ سے چند اہم مسائل واحکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

حجامہ یا فصد سے وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا حکم

حجامہ یا فصد کے عمل سے جو جسم کے حصہ سے خون برآمد ہوتا ہے، اس کے ذریعہ سے وضوٹوٹنے کا حکم یہ ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق اگر نکلنے والا خون اتنی مقدار میں ہو کہ وہ اپنی نکلنے والی جگہ سے نکل کر بہہ پڑے، جیسا کہ عام طور سے حجامہ وفصد میں ایسا ہی ہوتا ہے، تو اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

اور فقہ مالکی وشافعی کے مطابق حجامہ یا فصد کے عمل سے جسم کے کسی بھی حصہ سے نکلنے والے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا، خواہ وہ کتنی مقدار میں کیوں نہ ہو، اور کتنی ہی مرتبہ کیوں نہ نکلے۔

اور فقہ حنبلی کے مطابق اگر وہ خون بہت زیادہ مقدار میں محسوس ہو، تو وضوٹوٹتا ہے، ورنہ وضو نہیں ٹوٹتا۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۵، مادة "حجامة")

بدن یا لباس پر لگے ہوئے خون کے ساتھ نماز پڑھنا

اگر حجامہ یا فصد سے نکلا ہوا خون بدن یا لباس پر لگا ہو، تو اگر وہ کم مقدار میں ہو، تو اسے دھوئے بغیر نماز درست ہو جاتی ہے، اور اگر زیادہ مقدار میں ہو، تو پھر دھوئے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

پھر حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک اگر خون پھیلاؤ میں ایک درہم (یعنی ہتھیلی کے گہراؤ) سے زیادہ ہو، تو وہ زیادہ مقدار میں داخل ہے، جس کو دھوئے بغیر نماز پڑھنا درست نہیں ہوتا، اور اگر اس سے کم مقدار میں ہو تو وہ کم مقدار میں داخل ہے، جس کو دھوئے بغیر نماز پڑھنا درست ہو جاتا ہے۔

اور شافعیہ کے نزدیک عرف میں اور حنابلہ کے نزدیک اپنے گمان میں جو مقدار زیادہ ہو، اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھنا درست نہیں ہوتا، اور اس سے کم مقدار میں ہو، تو درست ہو جاتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155O7530

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۵، مادة "حجامة"،و ج۳۰ص ۱۶۹، مادة "عفو")

روزہ میں حجامہ وفصد کرانے کا حکم

روزہ کی حالت میں حجامہ یا فصد سے اکثر فقہائے کرام کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا،البتہ اگر روزہ دار کو کمزوری لاحق ہونے کا اندیشہ ہو،تو روزہ کی حالت میں یہ عمل مکروہ ہے۔

اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق حجامہ سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے،فصد کرانے سے فاسد نہیں ہوتا۔

(كذا في: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۵، و ص۱۶، مادة "حجامة")

احرام میں حجامہ وفصد کرانے کا حکم

حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں حجامہ وفصد کرانا حنفیہ کے نزدیک جائز ہے،بشرطیکہ جسم کے کسی حصہ کے بال اکھاڑنا لازم نہ آئے۔اور مالکیہ کے نزدیک احرام کی حالت میں عذر کی وجہ سے حجامہ کرانا جائز ہے، اور اگر عذر کے بغیر کرائے،اور حجامہ کے لئے جسم کے کسی حصہ کے بال بھی کاٹے،تو حرام ہے،اور اگر بال نہ کاٹے تو مکروہ ہے۔مالکیہ کے نزدیک احرام کی حالت میں ضرورت کی وجہ سے فصد کرانا جائز ہے،اور بلاضرورت مکروہ ہے۔

اور شافعیہ کے نزدیک احرام کی حالت میں حجامہ وفصد کرانا جائز ہے،بشرطیکہ بال نہ کاٹے،اور اس کی وجہ سے بال کٹائے،تو حرام ہے۔اور حنابلہ کے نزدیک اگر بال نہ کٹائے،تو حجامہ کرانا جائز ہے،اور اگر بال کٹائے،اور بغیر عذر کے یہ عمل کرے،تو حرام ہے،اور عذر کی وجہ سے جائز ہے۔

اور حنابلہ کے نزدیک احرام کی حالت میں فصد کرانا جائز ہے،بشرطیکہ بال نہ کاٹے،اور بعض حنابلہ نے فصد کی خاطر بال کاٹنے کو جائز قرار دیا ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۶، الیٰ ص۱۸، مادة "حجامة"، و ج۳۲، ص۱۴۸، مادة "فصد")

حجامہ پر اُجرت ومعاوضہ لینے دینے کا حکم

اکثر فقہائے کرام کے نزدیک حجامہ کرنے والے کو اپنے عمل ومحنت پر اجرت ومعاوضہ لینا جائز ہے۔

(كذا في: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۸، مادة "حجامة")

حجامہ یا فصد سے نکلنے والے خون کی خرید وفروخت

حجامہ یا فصد سے جسم سے نکلنے والے خون کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں۔

(کذافی:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۹ص۱۴۷،۱۴۸،مادة"بيع" بيع منهى عنه)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155O7530

حجامہ وفصد سے نقصان ہونے پرتاوان کا حکم

اگر حجامہ یا فصد کرنے والے کے حجامہ یا فصد کے عمل سے مریض کا کوئی نقصان ہوجائے، مثلاً مریض کا کوئی عضو ناکارہ ہوجائے، اور حجامہ یا فصد کرنے والے نے یہ عمل مریض یا اس کے ولی وسرپرست کی اجازت سے کیا ہو، اور وہ ماہر وتجربہ کار شخص ہو، نیز اس نے اپنی طرف سے ضرورت سے زائد اور تعدی وکوتاہی سے کام نہیں لیا، تو اس پر کوئی تاوان وضمان لازم نہ ہوگا، ورنہ وہ ذمہ دار ہوگا۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۸، مادة "حجامة"، و ج۳۲، ص۱۴۹، مادة "فصد")

مسجد میں حجامہ یا فصد کرنا

حجامہ یا فصد کا عمل مسجد میں کرنا ممنوع ومکروہ ہے۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲، ص۱۴۸، وص۱۴۹، مادة "فصد")

جانور کا حجامہ یا فصد کرنا

اگر کسی جانور کو بیماری لاحق ہونے یا جانور کے فائدہ ومنفعت کے لئے حجامہ یا فصد کی ضرورت ہو، تو اس کا حجامہ کرنا جائز ہے (کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲، ص۱۴۹، مادة "فصد")

حجامہ سے نکلنے والے خون کو دفن کرنے کا حکم

حجامہ سے نکلنے والے خون کو دفن کرنا ضروری نہیں، اگرچہ دفن کردینا بہتر ہے، بشرطیکہ بآسانی ممکن ہو۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۱ ص۲۱، مادة "دفن") (جاری ہے......)

(علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر۲۶)

غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم

مااہل بہ لغیر اللہ، نذر لغیر اللہ وتقرب لغیر اللہ کی تشریح وتوضیح اور متعلِّقہ پہلوؤں پر علمی وتحقیقی کلام، غیرُ اللہ کے نام پر اور غیرُ اللہ کا تقرُّب حاصل کرنے کے لئے جانور ذبح کرنے کا حکم، غیرُ اللہ کے نام پر یا غیرُ اللہ کے قُرب کے لئے زندہ جانور کو مخصوص ونامزد کرنے کا حکم، غیرُ اللہ کے قُرب کے لئے جانور کے علاوہ دوسری چیزوں کی نذر ونیاز کا حکم، بیماری، آفت یا مصیبت وحادثہ کے وقت مخصوص بکرا ذبح وصدقہ کرنے کا حکم، قربانی اور ذبح کی نذر ومنت ماننے سے متعلق چند اہم مسائل۔

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

- ......۱۲/ ۱۹/ ۲۶ ذی الحجہ۱۴۳۴ھ اور ۳/ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ جمعہ کے وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔
- ......۲۱/ ۲۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ، اور ۵/ محرم ۱۴۳۵ھ، اتوار، حضرت مدیر صاحب کی مسجدِ غفران میں ہفتہ وار اصلاحی مجلس دن دس بجے منعقد ہوئی، ۲۱/ ذی الحجہ کی مجلس حضرت مفتی محمد یونس صاحب کی ہوئی۔
- ......۲۱/ ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ اور ۵/ محرم الحرام، بعد عصر طلبہ کے لئے ہفتہ وار اصلاحی مجلس ہوئی۔
- ......۱۱/ ذی الحجہ، بروز جمعرات بعد عشاء حضرت مدیر صاحب اپنی والدہ صاحبہ کے ہاں کھانے پر مدعو تھے۔
- ......۱۲/ ذی الحجہ، بروز جمعہ، حضرت مدیر صاحب کے گھر میں ان کی والدہ صاحبہ، بھائی صاحبان اور ہمشیرہ صاحبہ عشائیہ پر مدعو تھے۔
- ......۱۲/ ذی الحجہ، کو راقم الحروف امجد کراچی کے ایک ہفتہ کے سفر پر روانہ ہوا، ۲۰/ ذی الحجہ، بروز ہفتہ مع اہل وعیال واپسی کا سفر ہوا، ۲۱/ ذی الحجہ اتوار کو علی الصبح بعافیت بحمد اللہ ادارہ واپس پہنچے۔
- ......۱۳/ ذی الحجہ، بروز ہفتہ، بوقتِ دوپہر حضرت مدیر صاحب اپنے بڑے برادر محترم جناب حکیم محمد فیضان صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔
- ......۱۴/ ذی الحجہ، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب اپنے عزیز سلمان صاحب ولد نعیم خان صاحب کے دعوتِ ولیمہ میں بعد عشاء سواں کیمپ راولپنڈی میں مدعو تھے۔
- ......۱۵/ ذی الحجہ، بروز پیر، حضرت مدیر صاحب، اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ اسلام آباد کے ایک تفریحی پارک میں تشریف لے گئے۔
- ......۱۶/ ذی الحجہ، بروز منگل، بعد عشاء حضرت مدیر صاحب، جناب محمد عابد صاحب مکینک کی دعوتِ ولیمہ میں سید پور روڈ راولپنڈی میں شریک ہوئے۔
- ......۱۷/ ذی الحجہ، بروز بدھ، مولانا محمد ناصر صاحب کے والد اور بھائی صاحبان حج سے واپس تشریف لائے۔
- ......۱۷/ ذی الحجہ، بروز بدھ، حضرت مدیر صاحب کو ملیریا کا شدید عارضہ پیش آیا، زیرِ علاج رہے، ہفتہ، عشرہ تک بیماری کا زور رہا، اور کافی زیادہ نقاہت وکمزوری ہوگئی، رفتہ رفتہ طبیعت اپنے اعتدال پر آئی۔
- ......۱۸/ ذی الحجہ، بروز جمعرات، بعد عشاء حضرت مدیر صاحب اپنی والدہ صاحبہ کے گھر کھانے پر مدعو تھے۔
- ......۲۰/ ذی الحجہ، بمطابق 26 اکتوبر، عید کی تعطیلات کے بعد ادارہ کے تمام شعبوں میں معمولات وتعلیمات کا

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

باضابطہ آغاز ہوا۔

r ......۲۷/ ذی الحجہ، بروز ہفتہ، حضرت مدیر صاحب نے بمع اہلِ خانہ، اپنے بھائی جناب حکیم محمد فیضان صاحب کے گھر عشائیہ میں شرکت کی۔

r ......۲۹/ ذی الحجہ، بروز پیر، ادارہ کے اساتذہ کرام تفریحی دورہ پر اسلام آباد کے نواح میں ایک پارک میں تشریف لے گئے۔

r ......یکم/ محرم الحرام، بروز بدھ حضرت مدیر صاحب، جناب نوید عباسی صاحب کے گھر میں عشائیہ پر مدعو تھے، مولانا محمد ناصر صاحب بھی ہمراہ تھے۔

r ......۳/ محرم، بروز ہفتہ، تعمیرِ پاکستان سکول کی ہفتہ وار بزمِ ادب نئے اسلامی سال اور یومِ اقبال کے حوالے سے منعقد ہوئی، جس میں دونوں موضوعات پر معلومات فراہم کی گئیں، بچوں نے تلاوت، نعت، نظم، خاکے وغیرہ پیش کیے (9 نومبر کو سکول میں اقبال ڈے کی تعطیل تھی)

r ......۴/ محرم الحرام، بروز ہفتہ، جناب حافظ خالد صدیق صاحب کی دعوت پر حضرت مدیر صاحب اور اداہ کے اساتذہ کرام ان کے گھر (ڈھمیال کیمپ) تشریف لے گئے۔

نینداورخواب(SLEEP AND DREAM)کے احکام وآداب

سونے، جاگنے اور خواب کے مسنون ومدلّل احکام وآداب

نینداور موت میں مشابہت، اللہ تعالیٰ کا نیند سے پاک ہونا، نیند کا عبادت وضرورت ہونا، رات ودن کی عظمت واہمیت، سونے، جاگنے کے لئے رات ودن کی فطری تقسیم، رات کی اہمیت، سونے، لیٹنے اور رات کے احکام وآداب، رات کی عبادت کی فضیلت واہمیت، سوکر اُٹھنے کے احکام وآداب، نماز کے وقت سونا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا، صبح وشام کے مسنون اذکار ودعائیں، نیند سے وضو ٹوٹنے اور نیند میں احتلام کے احکام۔

خواب کے احکام وآداب، خواب کی اقسام وانواع، انبیائے کرام اور صالح مومن کے خواب کی حیثیت، خواب نظر آنے کے بعد مسنون اعمال، جھوٹا خواب بیان کرنے اور خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم، استخارہ میں خواب نظر آنے کی حیثیت، نبی ﷺ کے پاکیزہ خواب، دوسروں کے خوابوں پر نبی ﷺ کی تعبیرات، صحابۂ کرام کے مبارک خواب۔

مصنّف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

اخبارِ عالم C C @ حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات،حادثات وتغیرات

? 12/اکتوبر/2013ء،بمطابق ۶/ذی الحجہ/1434ھ:پاکستان:بجلی مہنگی ہوگئی،نیپرا نے نوٹیفیکیشن جاری کردیا،50یونٹ تک کے صارفین کے لئے 2روپے،51تا100یونٹ 5.79روپے،101تا200یونٹ 8.11روپے،201تا300یونٹ 12.09روپے،700یونٹ سے زائد پر قیمت 18روپے فی یونٹ ہوگی ? 13/اکتوبر:پاکستان:اردو کا مستقبل روشن ہے،رسم الخط میں تبدیلی کی گنجائش نہیں،ایکسپریس کی عالمی اردو کانفرنس ? 14/اکتوبر:انڈیا،مدھیہ پردیش،مذہبی تہوار میں بھگدڑ سے 95ہندو ہلاک،100زخمی ? 15/اکتوبر:670کلوریشم،150کلوسونے چاندی سے تیار غلافِ کعبہ تبدیل ? 16/اکتوبر:عبداللہ گل،سیکولر ترکی کے پہلے حج کرنے والے صدر بن گئے ? 17/اکتوبر: ? 18/اکتوبر: (تعطیلِ اخبارات) ? 19/اکتوبر:پاکستان:ڈی آئی خان،خودکش حملے خیبر پختونخوا کے صوبائی وزیر قانون اسراراللہ گنڈاپور سمیت 10افراد جاں بحق ? 20/اکتوبر:پاکستان:امریکی ڈرونز سے پاکستان میں عام شہری ہلاک ہوئے،حملوں کے لئے فریقین میں معاہدہ ضروری ہے ? 21/اکتوبر:پاکستان:پی آئی اے کا بعداز حج آپریشن شروع،2800سے زائد حجاج کو وطن واپس پہنچادیا ? 22/اکتوبر:پاکستان:ڈیرہ مراد جمالی،ٹریک پر بم دھماکہ،جعفرایکسپریس کی 6بوگیاں الٹ گئیں،7مسافر جاں بحق ? 23/اکتوبر:پاکستان:امریکہ عزت کرے اور کرائے،ڈرون حملوں میں بہت نقصان ہوا،بند کئے جائیں،نواز شریف ? 24/اکتوبر:پاکستان:پی ایس114 کراچی میں 19ہزار ووٹ جعلی،63ہزار غیر تصدیق شدہ نکلے،نادرا کی رپورٹ ? 25/اکتوبر:پاکستان: چین نے 3200میگاواٹ بجلی دینے کی پیش کش کردی،شہباز شریف ? 26/اکتوبر:پاکستان:بھارتی فوج کی سیالکوٹ سیکٹر پر گولہ باری،5افراد زخمی ? 27/اکتوبر:پاکستان:کراچی،لیاری گینگ وار کے دوگروپوں میں جنگ شدت اختیار کرگئی،مزید13افراد ہلاک ? 28/اکتوبر:انڈیا،پٹنہ میں نریندر مودی کے جلسے سے پہلے 7دھماکے،5افراد ہلاک،83زخمی ? 29/اکتوبر:پاکستان:وزیراعظم یوتھ پروگرام کے تحت مختلف منصوبوں کے لئے 245ارب روپے کی منظوری ? 30/اکتوبر:پاکستان:امریکہ بتائے،میری دادی پر ڈرون حملہ کیوں کیا،قبائلی بچی،داستانِ ظلم سن کر کانگریس کمیٹی سوگوار،مترجم روپڑی ? 31/اکتوبر:پاکستان:ایل پی جی کی قیمتوں میں 7روپے کلو کا اضافہ ? یکم/نومبر:پاکستان:پیٹرول48پیسے،ڈیزل20پیسے،اورمٹی کا تیل 13پیسے فی لیٹر سستا ? 02/نومبر:پاکستان:میران شاہ میں ڈرون حملہ،حکیم اللہ محسود5ساتھیوں سمیت جاں بحق ? 03/نومبر:پاکستان:حکیم اللہ محسود کی نامعلوم مقام پر تدفین،مذاکراتی عمل ختم ہوگیا،بدلہ لیں گے،طالبان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

? 04 /نومبر: پاکستان: رواں سال کا دوسرا سورج گرہن افریقہ، یورپ اور ایشیاء کے کئی ملکوں میں دیکھا گیا ? 05 /نومبر: پاکستان: وفاق 20 نومبر تک ڈرون حملے بند، نیٹو سپلائی روکے، خیبر پختونخوا اسمبلی کی متفقہ قرارداد ? 06 /نومبر: (یکم محرم الحرام ۱۴۳۵ھ) بھارت کا مریخ کے لئے پہلا خلائی مشن ''منگل یان روانہ، روبوٹک جہاز 10 ماہ کے دوران 24 کروڑ 92 لاکھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرے گا ? 07 /نومبر: پاکستان: پرویز مشرف رہا، ملک سے باہر جانے پر پابندی برقرار ? 08 /نومبر: پاکستان: فضل اللہ کالعدم تحریک طالبان کے امیر، خالد حقانی نائب امیر منتخب، حکومت سے مذاکرات نہ کرنے کا اعلان ? 09 /نومبر: پاکستان: نادرا نے سری لنکن آئی ڈی کارڈ پراجیکٹ حاصل کرلیا ? 10 /نومبر: پاکستان: بلدیاتی انتخابات، پنجاب اور سندھ میں کاغذاتِ نامزدگی جاری، وصولی کل سے شروع ہوگی ? 11 /نومبر: پاکستان: لاہور کے علاقہ سبزہ زار میں ڈور پھرنے سے 2 سالہ بچی جاں بحق، 4 سالہ بھائی شدید زخمی، وزیر اعلیٰ کا سخت نوٹس ? 12 /نومبر: پاکستان: حقانی نیٹ ورک کے اہم رہنما افغان طالبان ترجمان نصیر الدین حقانی، اسلام آباد میں قتل ? 13 /نومبر: پاکستان: سعودی عرب میں غیر قانونی تارکینِ وطن کے خلاف کریک ڈاؤن جاری، 17 ہزار افراد نے گرفتاری دے دی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530